قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 4/ مارچ 2023ء | 11/ شعبان 1444 ہجری قمری | 4/ امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:54

فرمانِ رسولؐ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا أَطْلَعَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

(الصحیح المسلم،کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزّ وجل فرماتا ہے میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے ذخیرہ کے طور پر وہ کچھ تیار کیا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی شخص کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ اکتفا کرو اس پر جو اللہ نے تمہیں بتادیا ہے اور یہ (آیت) پڑھی فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ پس کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے؟

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

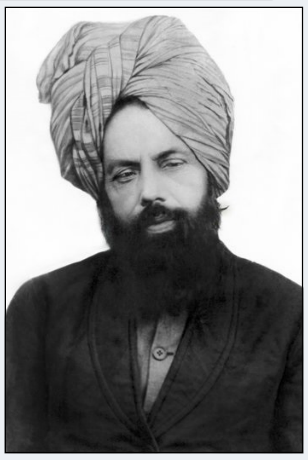

موت کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے؟

- خدا فرماتا ہے۔

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ (السجدہ:18)

یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا۔ اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 397-398)

- خدا کے فضل کے سوا تبدیلی نہیں ہوتی۔ اعمالِ نیک کے واسطے صحبتِ صادقین کا نصیب ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ خدا کی سنت ہے ورنہ اگر چاہتا تو آسمان سے قرآن یونہی بھیج دیتا اور کوئی رسول نہ آتا۔ مگر انسان کو عمل درآمد کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ پس اگر وہ نمونہ نہ بھیجتا رہتا تو حق مشتبہ ہو جاتا۔

اب اس وقت علماء مخالف ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ تمہارے عقیدے وغیرہ سب خلافِ اسلام ہیں۔ اس میں میرا کیا گناہ ہے؟ مجھے تو خدا نے مامور کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ان غلطیوں کو نکال دیا جاوے اور منہاجِ نبوت کو قائم کیا جاوے۔ اب لوگ میرے مقابل پر قصّہ کہانیاں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ مجھے خود ہر ایک امر بذریعہ وحی والہام بتلایا جاتا ہے۔ ان کے کہنے سے میں اسے کیسے چھوڑ دوں؟ ان کا عقیدہ ہے کہ جب مسیح آوے گا تو جس قدر غلطیاں ہوں گی ان کو نکال دے گا۔ اگر اس نے سب کچھ انہیں کا قبول کرنا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا تو بتلاؤ کہ پھر اس کا کام کیا ہوگا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی طریق ایسے لوگوں کا تھا کہ دور سے بیٹھے شور مچاتے اور پاس آ کر نہ دیکھتے۔ ابوجہل نے مخالفت تو سالہاسال کی مگر پیغمبر خدا کی صحبت میں ایک دن بھی نہ بیٹھا حتی کہ مر گیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ (بنی اسرائیل:37) اب ان سے پوچھا جاوے کہ بلاتحقیق کے کیوں فتوے لگاتے ہو؟

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 165 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸﴾

(السجدہ:18)

ترجمہ: اور (حقیقت یہ ہے کہ) کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان (مومنوں) کے لئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

فرمان خلیفۂ وقت

نیک عمل کرو تا اللہ کی رضا حاصل ہو

یہ دنیا عمل کا گھر ہے اس دنیا کے اعمال اگلے جہان میں جزا یا سزا کا ذریعہ بنیں گے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ دنیا محض لہو و لعب ہے اور زینت کے اظہار اور ایک دوسرے پر اپنے مال اور اولاد کی وجہ سے فخر کرنا ہے اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ کسی سوکھے ہوئے گھاس پھوس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں۔ جو خشک ہوتا ہے اور چُورا چُورا ہو جاتا ہے اور ہوائیں اس کو اڑا کر لے جاتی ہیں۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ نیک عمل کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم ہر وقت اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ کس طرح اور کون سے ذریعہ سے ہم سیکھیں اور سمجھیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنائیں اور نیک عمل کرنے والے بنائیں اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھتے بھی تھے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ ایسا کام بتایئے جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہو جائے اور بندے بھی مجھے پسند کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے یعنی دنیاوی مال و متاع۔ اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگوں کی طرف حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگوں کے مالوں کو حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الزھد فی الدنیا حدیث 4102)

(خطبہ جمعہ 5/ مئی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- وہ آکے تقسیم کر رہا ہے چہار سو ایک خوانِ نعمت (منظوم)
- رمضان میں روحانی فلائیٹ بھرنے کی تیاریاں
- جماعت احمدیہ۔ ایک خدائی جماعت
- احمدیت کی آغوش میں آنے والی سعید روحیں
- ریاض احمد زاہد مرحوم کا ذکر خیر
- ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کی Wittlich کی مسجد میں تشریف آوری

دربارِ خلافت

یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں۔‘‘ (یعنی قید خانہ نہیں ہے) ’’بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد وعورت اکٹھے بلا تأمّل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیونکر جذباتِ نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد وعورت ہر دو جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد وعورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکُشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 34-35 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر پردہ کے طریق کے بارے میں آپ نے بتایا کہ کس طرح پردہ ہونا چاہئے؟ فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مَردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے سَتر کی جگہ کو پردے میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر مَحرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے۔ یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341-342)

یہاں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ بعض عورتیں یہ بھی سوال اٹھا دیتی ہیں کہ ہم نے میک اَپ کیا ہوتا ہے اگر چہرے کو نقاب سے ڈھانک لیں تو ہمارا میک اَپ خراب ہو جاتا ہے۔ تو کس طرح پردہ کریں۔ اوّل تو میک اَپ نہ کریں تو پھر یہ پردہ، کم از کم پردہ ہے جس کا معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ چہرہ، ہونٹ ننگے ہو سکتے ہیں۔ باقی چہرہ ڈھانکا ہو۔ (ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17 ماہ جنوری 1905ء) اور اگر میک اَپ کرنا ہے تو بہرحال ڈھانکنا ہوگا۔ ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر چلتے ہوئے اپنی زینت کو چھپانا ہے یا دنیا کو اپنی خوبصورتی اور اپنا میک اَپ دکھانا ہے۔

جن کے سامنے زینت ظاہر کرنے کا حکم ہے وہ قریبی رشتہ دار ہیں، بہن بھائی ہیں، خاوند ہے، باپ ہے، ماں ہے، ان کے بچے ہیں۔ ان کے سامنے بھی صرف یہ ہے کہ ان سے پردہ نہیں ہے۔ میک اَپ وغیرہ اگر ہو سکتا ہے تو ان کے سامنے تو ہو سکتا ہے اس کے علاوہ نہیں۔ زینت ظاہر کرنے کا حکم جن کے سامنے ہے اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دے دی اور وہ تمام رشتے بیان کر دیئے ہیں اور یہ زینت بھی وہ ہے جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو یعنی اس قسم کی زینت جیسے شکل ہے، قد کاٹھ وغیرہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے سامنے بھی گھر میں بھی تنگ جِین اور بلاؤز پہن کے پھر رہی ہوں یا ننگا لباس ہو۔ یہ پردہ مَحرم رشتہ داروں کے لئے بھی ہے۔

اسی طرح ایک اور بات مَیں مربّیان اور ان کی بیویوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اپنے لباس اور اپنی نظروں میں بہت زیادہ احتیاط کریں۔ ان کے نمونے جماعت دیکھتی ہے۔ مربی اور مبلغ کی بیوی بھی مربی ہوتی ہے اور اس کو اپنی ہر معاملے میں اعلیٰ مثال قائم کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے مرد بھی اور ہماری عورتیں بھی حیا کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کرنے والے ہوں اور اسلامی احکامات کی ہر طرح ہم سب پابندی کرنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

وہ آ کے تقسیم کر رہا ہے چہار سو ایک خوانِ نعمت

وہ گر مسلماں ہیں، دُور اتنے ہیں کیوں خدا سے، یہ اُن سے پوچھو
وہ پا کے پانی کا صاف چشمہ بھی کیوں ہیں پیاسے، یہ اُن سے پوچھو

جو دعویٰ کرتے ہیں اپنے پُرکھوں سے ہم نے ایماں، یقین پایا
تو جھوٹ، دھوکا ہیں پائے ورثے میں کیوں اثاثے، یہ اُن سے پوچھو

جو ساقی آیا تو میکدے کے تمام در اس نے کھول ڈالے
کسی کے آنے کے جھوٹے دل کو یہ دیں دلاسے، یہ اُن سے پوچھو

وہ آ کے تقسیم کر رہا ہے چہار سو ایک خوانِ نعمت
اگر وہ بھوکے ہیں، کیوں نہیں ڈر انہیں فنا سے، یہ ان سے پوچھو

غرور ان کو ہے اپنی طاقت پہ ہے وطن پر ہمارا قبضہ
ہوئے جو ننگے جہاں میں، مرتے نہیں حیا سے، یہ ان سے پوچھو

ہیں کون سا کام جس پہ منسوب خود کو کرتے ہو اُس نبیؐ سے
لبادہ اوڑھا ہے کیوں مسلماں کا یوں دغا سے، یہ ان سے پوچھو

ہے عمر گزری انہیں بتاتے کہ دَور بدلا ہے، تم بھی بدلو
ملی ہے ذلّت ہمیشہ جھوٹوں سے جو وفا سے، یہ ان سے پوچھو

طریقے، طارق! بدل رہے ہیں جہان والے ہر ایک لمحہ
کہیں ہیں پائے نئے براہیں زمیں سما سے، یہ ان سے پوچھو

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

اداریہ

دنیاوی خواہشات وترجیحات کی گٹھڑی
رمضان میں روحانی فلائیٹ بھرنے کی تیاریاں

خاکسار کو مؤرخہ 23/ دسمبر 2022ء کو مسجد مبارک اسلام آباد یو کے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کی توفیق ملی۔حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں قادیان اور افریقہ کے بعض ممالک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کے شرکاء کو بالخصوص مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔جن سے آپؑ کی بعثت اور جماعت کے مقاصد بیان ہوئے ہیں تا بہت سے نو مبائع اور نئی نسل کے احمدی جوان جلسوں میں شامل ہو رہے ہیں ان کو معلوم ہو اور وہ اپنے ایمان و یقین اور اخلاص میں ترقی کرسکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کو ہم میں سے ہر ایک نے کئی دفعہ پڑھا اور سنا ہے لیکن جب یہ الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان مبارک سے پھول بن کر جھڑتے ہیں تو دل پر براہ راست اثر کر رہے ہوتے ہیں۔محولہ بالا خطبہ جمعہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الفاظ دل پر براہ راست اترے جس میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ اپنے سروں سے دنیا کی خواہشات اور ترجیحات کی گٹھڑی اتار پھینکیں۔ خاکسار نے سوچا کہ انہی الفاظ کوعنوان بنا کر اداریہ لکھوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد پڑھتے ہوئے فرمایا۔

’’اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا ہے۔ چینی یا شکر کا نام لیتا ہے تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ شیریں کام ہو جائے۔ میٹھا تو نہیں ہو جاتا وہ۔ یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی اقرار ہی موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں نہیں۔میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو یعنی خدا تعالیٰ ہر چیز پر مقدم ہو۔اس کے احکامات ہر چیز پر مقدم ہوں۔اس کا بھیجا ہوا دین ہر چیز پر مقدم ہو اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہو۔فرمایا اور یہی اسلام ہے یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر گر نہ جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا، کچھ بھی ہو جائے اللہ تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔ تم ان راہوں سے آؤ بیشک وہ تنگ راہیں ہیں۔ یعنی اپنا مقام وہ بناؤ۔ یہ نہیں کہ پیری مریدی شروع کر دو بلکہ اپنے آپ کو اس سطح پر لے کر جاؤ جہاں ولی بنے انسان کہلائے۔ جہاں لوگ کہیں کہ ہاں یہ وہ شخص ہے جو نیک کام کرتا ہے اس کی پیروی کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ تم ان راہوں سے آؤ بیشک وہ تنگ راہیں ہیں لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازے سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔ یعنی اگر دنیاوی خواہشات کی اور دنیاوی ترجیحات کی گٹھڑی سر پہ اٹھائی ہوئی ہے اور دنیا غالب ہے دین پیچھے ہے۔ تو پھر یہاں سے گزرنا بہت مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہو گا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 23/ دسمبر 2022ء)

گٹھڑی بالعموم ایک کپڑے میں اپنا مال و متاع یا جمع پونجی باندھ کر انسان کاندھوں پر یا اپنے سر پر اٹھا لیتا ہے۔ پرانے وقتوں میں جب سوٹ کیس یا بیگوں کا رواج نہ تھا تو سفر میں گٹھڑی میں سامان باندھ کر لے جایا جاتا تھا۔ پوٹلی، پلندہ، بستر جامہ یا بقچہ باندھنا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ گٹھڑی اچھے صاف ستھرے مال و متاع کی بھی ہوسکتی ہے اور چوری کے مال یا رف، ناکارہ چیزوں کی بھی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت ہی عمدہ اور احسن پیرائے میں مومنین کو یہ سمجھایا ہے کہ جس طرح ایک انسان اس مادی دنیا میں اپنے لیے جمع پونجی اکٹھی کرتا ہے اسی طرح ایک مومن روحانی معنوں میں اس دنیا کے لیے اور اُخروی زندگی کے لیے بھی مال و متاع جمع کرتا رہتا ہے۔ اچھا اور نیکیوں پر مشتمل مال و متاع اسے اُخروی زندگی میں فائدہ دے گا مگر اس کے ایسے بد اعمال جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں وہ ان کو ساتھ لے کر جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ وہ ایک بوجھ ہوتے ہیں جن کو ساتھ لے کر چلا نہیں جا سکتا۔ یہاں یورپ میں پیدل چلنے کا رواج بہت زیادہ ہے اور بالعموم دیکھا گیا ہے کہ وہ ہلکے پھلکے ہو کر سفر کرتے ہیں، پیدل چلتے ہیں۔ کسی قسم کا بوجھ گٹھڑی کی صورت میں ساتھ نہیں ہوتا۔ ہمارے ایشین ممالک میں سفر کے لوازمات ہی بہت زیادہ ہیں۔ اتنا بوجھ اپنے ساتھ رکھ لیتے ہیں رخت سفر باندھتے وقت کہ ہر مسافر کے ہاتھ میں بیگ، ٹرنک، گٹھڑی ہوتی ہے اور کچھ سامان کندھوں پر بھی جو بسا اوقات اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دوسرے کی مدد لینی پڑتی ہے۔ بعض اوقات بطور قلی کسی شخص کو ساتھ رکھنا پڑتا ہے۔ اس سامان کو اگر سوچ سمجھ کر پیک کیا جائے تو کم کیا جا سکتا ہے۔ ایسی اشیاء جن کے بغیر سفر میں گزارا ہو سکتا ہے ان کو اپنے سے الگ کر کے سامان کو ہلکا کیا جا سکتا ہے۔

آج کل کی مہذب دنیا میں بسوں اور ٹرینوں میں بالخصوص ہوائی جہاز کے سفر کے لیے سامان کو محدود کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ میں نے بعض ایئرپورٹس پر دیکھا ہے کہ جہاز میں جتنا سامان لے کر جانے کی اجازت ہوتی ہے اس سے ایک دو کلو کا مارجن رکھ کر سامان کو جہاز تک لے جانے والی بیلٹس کو Fix کر دیا ہوتا ہے اور وہ اس سے زائد بوجھ لے کر چلتی ہی نہیں ہیں۔ اس کو ہم Excess Luggage یا ex بولتے ہیں۔ جس کے لیے زائد رقم بطور penalty کے ادا کی جاتی ہے۔ عملاً ہوائی کمپنیاں دبے الفاظ میں یہ کہہ رہی ہوتی ہیں کہ ہلکے پھلکے ہو کر سفر کرو۔ جتنا سامان allow ہے وہی اپنے پاس رکھو اور زائد سامان اپنے سے الگ کر دو۔ کیونکہ جہاز کی اپنی Capacity بھی اتنی ہوتی ہے کہ اس سے زائد سامان وہ ساتھ لے کر نہیں جا سکتا ورنہ بہت بڑے نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ بحری جہاز اپنی Capacity سے زائد سامان لے کر اگر جائے گا تو ڈوب جائے گا۔

یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گٹھڑی کے الفاظ استعمال کر کے سمجھایا ہے کہ روحانی زندگی بھی ایک سفر کا نام ہے۔ ایک روحانی فلائٹ ہے۔ ہم نے روحانی بلندیوں کا سفر کرنا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ، اس کی کتاب قرآن کی طرف کا روحانی سفر ہے۔ ان سفروں میں ہم گناہوں، بدیوں کی پوٹلیوں اور گٹھڑیوں کے ساتھ بآسانی سفر نہیں کر سکتے۔ ہمیں Excess Luggage اپنے سے جدا کر کے اپنا دینی سفر کرنا ہے اور رمضان المبارک بطور ایئر پورٹ کے قریب آ رہا ہے جہاں ہم نے اپنی روحانی فلائٹ بھرنے کے لیے اپنا خود کا وزن کرنا ہو گا اور اپنے سے غلط قسم کے جو بوجھ ہیں کو اتارنا ہو گا۔ ان کو اپنے سے جدا کرنا ہو گا۔ تا کہ Check in ہو کر ہم رمضان میں داخل ہوں اور روزوں کی، تقویٰ کی، نیکی کی، حب اللہ کی، حب رسولؐ کی، حب قرآن کی، حب مسیح موعودؑ کی، حب خلیفۃ المسیح کی، حب انسانیت کی، حب مخلوق کی فلائٹ لے کر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سفر اختیار کریں اور جس طرح جہاز اپنے اندر انسانوں کو لے کر بلندیوں پر جاتا ہے اسی طرح ہم میں سے ہر ایک کو ہوائی جہاز بن کر اس رمضان میں اپنے ساتھ کئی انسانوں کو ارفع و اعلیٰ مقام کی سیر کروانے کے لیے ساتھ رکھنا ہے۔ پس ضروری ہے کہ اس روحانی فلائٹ کے لیے ابھی سے اپنا سامان تیار کریں جو ہمارے ساتھ جا سکے اور جس طرح ہر انسان ایئر پورٹ پر Check in ہونے سے پہلے اور اس کے بعد خواہ وہ کتنا ہی ایمان کا کمزور کیوں نہ ہو یہ دعا ضرور کرتا ہے کہ اس کا سامان کا وزن بالکل صحیح ہو اور سفر بخیر و عافیت ختم ہو۔ تو رمضان بھی ایک Check in ہے جس کے لیے ابھی سے دعا کرنی چاہیے کہ ہمارا روحانی سفر خیر و عافیت سے گزرے اور جس طرح جہاز اپنا سفر شروع کرنے سے پہلے آہستہ آہستہ رن وے پر چلتا ہے اور پھر کچھ دیر کے لیے رک جاتا ہے اور اپنے تیز دوڑنے کے لئے، اپنی اونچی پرواز بھرنے کے عزم باندھتا ہے، پائلٹ بھی اپنی تمام توجہ پرواز کی طرف کرتا ہے اڑنے کا عزم باندھتا ہے اور پھر وہ تیزی کے ساتھ فلائی کر جاتا ہے بالکل اسی طرح روحانی بندوں کو بھی رمضان سے پہلے رک کر اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اپنی روحانی فلائٹ کے لیے عزم باندھنے چاہئیں اور پھر رمضان کے دوران اپنی کوششوں کو اونچی پرواز کے لیے تیز کر دینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی برکات کے حصول کے لیے تیاری کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(ابو سعید)

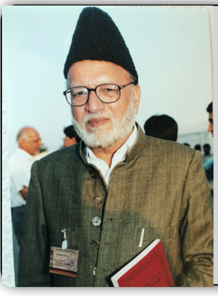

مولانا سلطان محمود انور مرحوم

جماعت احمدیہ۔ ایک خدائی جماعت

جماعت احمدیہ کے بعض مہربان اخبارات اور مختلف ذرائع سے احمدیوں کی ہمدردی اور خیر خواہی میں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ تم غلط جگہ بیٹھ گئے ہو۔ واپس ہمارے دھارے میں آ جاؤ۔ یہ دعوت اُن کی خیر خواہی کی بنیاد پہ بھی سمجھ لی جائے۔ تو ہمارے لئے اس کو قبول کرنا بہت مشکل ہے۔ بلکہ ناممکن ہے۔ اُس کی وجہ کیا ہے۔ اس کے متعلق بہت سی باتیں بیان کی جا سکتی ہیں۔ بہت تفصیلی مضمون ہے چند بنیادی باتیں بیان کرتا ہوں کہ ہم ان مہربانوں کے ساتھ جاکر دھارے میں کیوں شامل نہیں ہو سکتے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت ساری دنیا میں اور سارے عالم اسلام میں صرف ایک جماعت ہے۔ جو خدا کے حکم کے ماتحت کھڑی کی گئی ہے۔ اس کے سوا دنیا میں اور کوئی جماعت، کوئی فرقہ، کوئی مذہب نہیں جس کو اس زمانے میں خدا کے خاص حکم کے ماتحت کھڑا کیا گیا ہو۔ ہم خدا کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہیں اس کو ہمارے مہربان کہتے ہیں کہ چھوڑ دو اور اس دھارے میں آجاؤ۔ دھارے سے مراد ہے پانی کا تیز بہاؤ جو ہر چیز کو اپنے ساتھ بہاکر لے جائے، ایسے دھارے میں شامل ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ نہ ہمارے پاؤں کہیں ٹک رہے ہیں نہ تمہارے ٹکیں گے۔ ایسے دھارے میں ایک الٰہی جماعت کو چھوڑ کر واپس جانے میں ہمارے لئے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے۔

پہلی بنیادی خصوصیت جماعت احمدیہ کی یہ ہے کہ یہ خدا کے حکم کے ماتحت کھڑی ہوئی ہے۔ مسلمانوں میں جس قدر فرقے ہیں کس نے قائم کئے۔ جب رسول پاک ﷺ نے اُمّت واحدہ قائم کی تھی تو وہ تو ایک اُمت تھی اور ایک ہی جماعت تھی اور کوئی اس کے فرقے اور کوئی گروہ اور ٹکڑے نہیں تھے۔ اگر وہ ایک ہی فرقہ ہوتا اور ایک ہی جماعت ہوتی اور امت واحدہ اپنی اصل حالت میں ہوتی تو نئی جماعت خدا کو قائم کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ لیکن نئی جماعت کی ضرورت اس لئے پیدا ہوئی کہ جس اُمت کو خدا کے رسول ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بڑی تائید، بڑے نشانات، بڑے معجزے دکھاکر قائم کیا تھا اس کو جب ان مہربانوں کے سپرد کیا گیا تو انہوں نے چھُریاں لے کے اس کے ٹکڑے کاٹنے شروع کر دیئے اور آج جتنے بھی ٹکڑے اور گروہ اور فرقے ہیں مسلمانوں کے ان میں سے کوئی بھی خدا کا قائم کردہ نہیں۔

یہ ان مہربانوں کے بنائے ہوئے ہیں اور ہم سے یہ توقع کرتے ہیں کہ جس جماعت کو خدا نے قائم کیا ہے۔ اس کو چھوڑ دو اور جو ٹکڑے ہم نے کئے ہوئے ہیں وہاں آ کے ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ کوئی عقل سے عاری ہوگا تو ان کی آواز پر لبیک کہے گا۔ عقل اور سمجھ اور شعور رکھنے والا انسان تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ خدا کی قائم کردہ جماعت کا دامن چھوڑ دیا جائے اور ان لوگوں کے ٹکڑوں میں جا کے انسان شریک ہو جائے۔ چونکہ یہ اُمّت کو ٹکڑے کرنے کا جرم کر چکے ہوئے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی دوہری نافرمانی ہے۔ ایک یہ کہ ٹکڑوں کا عمل انہوں نے شروع کیا تو اب وہ ٹکڑوں کا عمل قیامت تک جاری رہے گا سوائے اس کے کہ یہ واپس خدا کی قائم کردہ جماعت سے منسلک ہو جائیں اور یہ بات میں اپنے طور پہ نہیں کہہ رہا یہ سارے کے سارے جو اس وقت گروہ ہیں ان کی اصلیت پر نگاہ ڈالیں تو اس وقت اگر ان کے دو ٹکڑے تھے تو آج دس ہیں۔ کوئی بھی ان ٹکڑے ہونے کے عمل میں سے بچا نہیں اور تم نے خدا کے رسول کی امت کے ٹکڑے کئے ہیں تو پھر تمہارے بھی ہوتے ہی چلے جائیں گے اور یہ عمل اب بھی جاری ہے۔ حال ہی میں اہل حدیث کا الیکشن ہوا عہدیداران کا۔ دو گروہ ہو گئے۔ نورانی صاحب نے جمعیت علمائے پاکستان قائم کی اس کے بعد ایک ٹکڑا نیازی صاحب کا الگ ہوگیا۔ اس کے بعد ایک اور ٹکڑا الگ ہوگیا۔ تو اب تین ٹکڑے بن کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی جماعت اس عمل سے آزاد نہیں۔ محفوظ نہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب خدا کے رسول کی امّت کا تم نے یہ حشر کیا ہے تو تمہارا ابھی یہی حشر ہوا اور ٹکڑے ہونے کے عمل سے صرف ایک جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں رکھا ہوا ہے جس کو خود قائم کیا۔ جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ایک صدی سے اوپر عرصہ ہوگیا۔ کتنے ٹکڑے ہوئے ہیں۔ ایک ٹکڑا بظاہر جو تھوڑا سا ہوُا تھا وہ بھی بے چارے واپس آ کے جماعت کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔ اب تو ان کا مؤقف کاغذوں میں لکھارہ کیا ہے۔ عملی طور پہ ختم ہو چکے۔ لیکن ان لوگوں کو چونکہ ٹکڑے ہونے اور ٹکڑے کرنے کا ہی جنون ہے اس لئے جب صاحبزادہ مرزا منصور احمد کی وفات ہوئی تو دو دن۔ تین دن تو یہ خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد ایک خبر لگادی۔ کہ اب تو ربوہ میں ایک انتہاء درجے کی بغاوت اور آگ پھوٹنے والی ہے۔ کیونکہ امام جماعت احمدیہ نے جس شخص کو ناظر اعلیٰ بنا دیا ہے۔ اس کی بجائے تو فلاں کو بنانا چاہئے تھا۔ یہ خوابیں ہیں جو تم دیکھ رہے ہو یہ تمہارا اندرونہ ہے جو بول رہا ہے۔ جماعت خدا کی قائم کردہ ہے اور خدا کی حفاظت میں ہے اور کوئی دنیا کی طاقت اس کی یک جہتی اور اس کے اتحاد اور اس کے اتفاق کو توڑ نہیں سکتی۔

پہلی بات جو دوستوں کو یاد رکھنی چاہئے اور ان سے پوچھنا چاہئے کہ آپ ہمیں خدا کی قائم کردہ جماعت کو چھوڑ کر واپس بلا رہے ہیں کہ کسی مُلاں مولوی کی بنائی ہوئی جماعت میں آ جائیں۔ دوسری بات اس وقت روئے زمین پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔ جس کی تائید سابقہ پیشگوئیاں کرتی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں قرآن کریم کی بھی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں امّت کے مجددین اور اولیاء اور ابدال اور اقطاب کی بھی ہیں اور وہ ساری پیشگوئیاں جماعت احمدیہ پر پوری اترتی ہیں۔ اس کے مقابل پر کوئی جماعت ہمیں بتائے جو ان پیشگوئیوں کی مصداق ہے۔ پیشگوئیاں تو جماعت احمدیہ کی تائید اور جماعت میں بول رہی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کو بھی قبول کرنے کے لئے انسان کو خدا خوفی چاہئے تبھی ان کو قبول کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا تو علماء ڈٹ گئے کہنے لگے یہ امام مہدی سچا نہیں۔ کیوں کہ سچے امام مہدی کی حدیث میں آنحضورؐ نے جو نشانی بیان کی ہے وہ پوری نہیں ہوئی۔ رسول پاکؐ نے فرمایا تھا۔ کہ سچے امام مہدی کے لئے رمضان کے دنوں میں سورج چاند کو گرہن لگے گا اور اس مہدی کے لئے گرہن نہیں لگا۔ اس لئے ہم اس کو نہیں مان سکتے۔ بہت چرچا کیا جلسوں میں، سٹیجوں پہ، خطبوں میں، مسجدوں میں، مجلسوں میں جہاں جہاں ان کو موقع ملا انہوں نے کہا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ سورج چاند کو گرہن نہیں لگا اس لئے ہمیں یہ امام مہدی منظور نہیں۔ امام مہدی کو بھیجنے والا آسمان سے دیکھ رہا تھا۔ وہ سُن رہا تھا۔ وہ اس بات کے انتظار میں تھا کہ اگر جلدی نشان دکھایا تو یہ لوگ حدیث کا بھی انکار کر دیں گے۔ اس لئے ان کو ذرا چار دن پراپیگنڈا کرنے دو۔ لوگوں تک بات تو پہنچ جائے۔ بعد میں اگر انکار کریں گے تو لوگ گلے پڑ جائیں گے کہ کل تک تم اس کو نشان کہتے تھے۔ آج تم اس سے انکار کرتے ہو اور جب خدا تعالیٰ نے ان کی زبان سے اس حدیث کا خوب چرچا کروالیا تو پھر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا یہ نشان آسمان پہ ظاہر ہوگیا۔ رمضان میں ظاہر ہوُا۔ انہیں تاریخوں پہ ظاہر ہوُا اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے لئے ظاہر ہوُا۔ اس وقت دنیا میں ایک ہی مدعی موجود تھا۔ یہ نشان ظاہر ہونے کے بعد تو عقل تقاضا کرتی تھی کہ یہ خدا کے بندے خدا کے رسولؐ کی پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ کر احمدیت قبول کر لیتے۔ لیکن یہ بات کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہے ہمارے پاس ریکارڈ میں ہے کہ لوگ جگہ جگہ اس نشان کو چھتوں پر کھڑے دیکھ رہے تھے اور ایک مولوی صاحب چھت پہ کھڑے ہو کر چیخ رہے تھے بلکہ پیٹ رہے تھے اور اپنی ران پہ ہاتھ مار مار کے کہہ رہے تھے اب دنیا گمراہ ہو جائے گی۔ اب دنیا گمراہ ہو جائے گی۔ پہلے اسی نشان کو ہدایت کا ذریعہ بتاتے تھے جب ظاہر ہوگیا تو گمراہ ہونے کا ذریعہ بن گیا۔ جن لوگوں کی سوچ اور جن لوگوں کی زبان اور جن لوگوں کا معیار یہ ہو وہ ہمیں دعوت دیتے ہیں کہ اس الٰہی جماعت کو چھوڑ کر ہمارے پاس آ جاؤ۔ جماعت احمدیہ اس وقت منفرد جماعت ہے۔ جس کے حق میں پرانے انبیاء، محمد مصطفٰے ﷺ اور امت کے مجددین اور بزرگوں کی پیشگوئیاں سو فیصد پوری ہوئیں اور دنیا میں کوئی جماعت اس کے برابر نہیں۔ تو جس جماعت کو خدا کھڑا کرے اور جس جماعت کے حق میں ماضی کی ساری پیشگوئیاں پوری ہو جائیں اس جماعت کو چھوڑ کے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ۔

تیسری بات رسول پاک ﷺ سارے انبیاء کے لئے ایک معیار تھے۔ کسی بھی نبی کی سچائی پرکھنی ہو تو رسول پاک ﷺ کی زندگی دیکھ لو۔ لوگوں نے کیا کہا خدا نے کیا کِیا دونوں مناظر دنیا کے سامنے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو علماء تھے۔ آج کل کے علما اور ان کے پیش رَو اور ان کے اجداد۔ انہوں نے خدا کے رسولؐ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس وقت سارے کے سارے علماء سرداران کفار مکّہ کے اشاروں پہ رسول پاکؐ کی مخالفت کر رہے تھے اور مخالفت میں طرح طرح کے اعتراض جو پچھلے انبیاء پہ اعتراض ہوئے تھے وہ سارے کے سارے اعتراضات دہرا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی کے لئے قرآن کریم میں فرمایا کہ:

مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدۡ قِیۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِکَ

(حم السجدہ:44)

تجھے کچھ نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا۔

تجھ پر آج وہی اعتراض اٹھائے جا رہے ہیں جو تجھ سے پہلے اللہ کے رسولوں کے متعلق اٹھائے گئے تھے۔ تو وہ اعتراضات رسول پاک ﷺ کے خلاف نہیں پڑتے۔ بلکہ رسول پاکؐ کی سچائی کا نشان اور دلیل اور ثبوت تھے۔ کیونکہ جب بھی خدا کا رسول آئے تو اعتراض وہی ہے۔ بھیجنے والا جو وہی ہوُا۔ تو جب بھی اس کا نمائندہ آئے علماء نے وہ رَٹ لگائی ہوئی

ہے کہ وہی اعتراض ضرور دہرانے ہیں اور جب وہ دہراتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ پرانے رسولوں کو بھی یہی انہوں نے کہا تجھ کو بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ پرانے بھی سچے نکلے تو بھی سچا ہے۔ اعتراض کرنے والے غلط ہیں یہ ایک معیار قرآن کریم نے بتایا ہے۔ اب اگر ایک شخص تمہارے نزدیک خدا کی طرف سے نہیں اور تمہارے نزدیک انگریز کا کھڑا کیا ہؤا ہے تو تم وہ اعتراضات کیوں اٹھاتے ہو جو محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ سے پہلے رسولوں پر کئے گئے۔ تمہارے اعتراض بتاتے ہیں کہ تمہارا واسطہ ایک رسول کے ساتھ پڑا ہؤا ہے۔ تمہارے اعتراض بتاتے ہیں کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے خدا کا ایک نبی کھڑا ہے اور تم اُس پہ اعتراض کر رہے ہو ورنہ اگر کوئی سکول ٹیچر ہو۔ کوئی پٹواری، کوئی منشی ہو، کوئی کلرک ہو تو اس کے متعلق یہ اعتراض اُٹھایا جا سکتا ہے کہ تم پریزیڈنٹ ہاؤس میں کیوں نہیں رہتے۔ کوئی اعتراض اس پر کرے گا کہ تم پرائم منسٹر ہاؤس میں کیوں نہیں رہتے۔ کوئی اعتراض کرے گا کہ تمہارے ساتھ چار پانچ مرسڈیز گاڑیاں اور گارڈ کیوں نہیں ہے۔ وہ کہے گا میں سکول کا ٹیچر ہوں۔ یہ کیسی باتیں میرے ساتھ کر رہے ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں پریزیڈنٹ ہوں، میں پرائم منسٹر ہوں تو اس پر وہ اعتراض واجب ہے اور اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور خدا کی طرف سے آنے کا دعویٰ کرے تو پھر اس پر وہی اعتراض وارد ہو سکتے ہیں جو خدا کی طرف سے آنے والوں پر ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اور ان اعتراضات کو زبان سے نکالنے کے لئے ہم نے ان کی کوئی منت سماجت نہیں کی کہ مولوی صاحب مہربانی کریں مسیح موعودؑ امام مہدیؑ آئے ہیں۔ اِن پر ذرا وہ اعتراض کریں جو محمد ﷺ کے مخالفین اُن پر کرتے تھے۔ خود بولتے ہیں۔ قدرت کہتی ہے کہ بولو کہ خدا کا ایک نمائندہ آیا ہؤا ہے۔ دہراؤ وہ اعتراضات جو ہمیشہ سے خدا کے نمائندوں پر دہرائے گئے اور جب یہ اعتراض دہرا رہے ہونگے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ یہ شخص پہلے خدا کے آنے والوں سے الگ نہیں۔ یہ اس طبقے میں سے ہیں، لائن پر ہیں یہ اُسی زُمرے میں ہے جس زُمرے میں ہمیشہ خدا کے آنے والے ہوتے ہیں۔ تو تمہارے اعتراضات اعتراضات نہیں بلکہ تائید ہیں۔ ہم تمہارے شکر گزار ہیں کہ تم نے۔ سارے وہ اعتراض دہرائے ہیں جو انبیاء پر ہوتے آئے ہیں۔

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ چیلنج دیا کہ تم میری ذات پر کوئی ایسا اعتراض نیا دکھاؤ جو مجھ سے پہلے خدا کے کسی نبی پر نہیں ہو چکا۔ کوئی ایک اعتراض دکھاؤ اور اگر سارے کے سارے وہی ہیں تو پھر مان لو کہ تم ان اعتراض والوں کے زُمرے میں ہو اور میں انبیاء کے گروہ میں کھڑا ہوں آسان فیصلہ ہے کوئی جھگڑا نہیں کوئی لڑائی نہیں تم اعتراض کرتے ہو۔ سچائی خدا تعالیٰ ظاہر کر رہا ہے پھر اس کے ساتھ دوسرا چیلنج یہ دیا کہ ماضی میں جس قدر انبیاء آئے اُن کی سچائی کی کوئی بھی دلیل تم بیان کرو وہ دلیل خدا نے مجھے بھی دی ہے کتنا بڑا چیلنج ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تشریف لائے۔ اُن میں سے کسی نبی کی سچائی کا جو معیار تمہارے ذہن میں ہے اس معیار پہ خدا نے مجھے بھی قائم کیا ہے تو یہ دوہرا چیلنج تھا اور آج تک کوئی ماں کا لال اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا۔ اس لئے ان لوگوں کی مخالفت بھی دراصل مسیح موعود کی سچائی کا نشان ہے۔ وہی اپنے پیش رو لوگوں کے اعتراضات دہرا رہے ہیں اور ثابت کر رہے ہیں کہ وہ اعتراض کرنے والے غلط تھے اور جن پر اعتراضات کئے وہ سچے تھے اور آج بھی قدرت یہ ثابت کر رہی ہے کہ ان اعتراضات کو دہرانے والے آج بھی غلط ہیں اور جس پر اعتراض اُٹھائے جا رہے ہیں وہ آج بھی ان سچے لوگوں میں شامل ہے۔ جو ماضی میں گزر چکے۔ یہ معیار سچائی کا جماعت احمدیہ کے سوا کسی اور فرقے کو نصیب نہیں۔

پھر اس کے بعد ایک اور بڑا دلچسپ پہلو ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے سامنے بار بار رکھنا چاہئے۔ اس وقت سارے عالم اسلام میں ایک ارب تِیس کروڑ مسلمان رہتے ہیں دنیا میں جماعت احمدیہ کے سوا کوئی ایک مثال کسی مسلمان کی بتاؤ کہ اس پر کلمہ طیبہ پڑھنے کی وجہ سے مقدمہ ہؤا ہو۔ خواہ وہ عیسائیوں میں جاکے پڑھے، یہودیوں میں جاکے پڑھے، ہندوؤں میں جاکے پڑھے یا مسلمانوں میں جاکے پڑھے سوائے احمدی کے کلمہ طیبہ کی بنا پر کسی اور پر مقدمہ آج کی دنیا میں نہیں ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے وقت میں کلمے کی وجہ سے پتھر پڑے تھے۔ یا آج پڑتے ہیں اور کوئی مثال دنیا میں نہیں۔ ایک موقع پہ رسول پاک ﷺ کے گرد دشمنوں نے گھیرا ڈال لیا، ایک شخص گلے میں کپڑا ڈال کر اسے بل دیتا رہا۔ آپؐ کا سانس لینا مشکل ہوگیا آنکھیں باہر نظر آ رہی تھیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھاگے بھاگے آئے اس آدمی کے ہاتھ سے کپڑا کھینچ کر حضورؐ کا پھندا دور کیا اور اُن سے کہا۔ ظالمو۔ کس ہستی کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو۔ جرم کیا ہے اِس معصوم انسان کا؟ صرف اتنا جرم ہے أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ۔ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔ اس لئے تم اس کے گلے میں کپڑا ڈال کے مار دینا چاہتے ہو۔ بلال کا کیا قصور تھا؟ باقی صحابہ کا کیا قصور تھا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کے سوا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کا کیا قصور تھا جو مکے کی گلیوں میں اور مدینے میں آپ کے ساتھ سلوک کیا گیا۔ ایک ہی جرم تھا۔ توحید کا اقرار کرنا اور وہ جرم آج جماعت احمدیہ کو نصیب ہؤا ہے اور آج ہمارے سوا کسی جماعت کو اس جرم کی توفیق نہیں۔ یہ تو ہم نہیں کہتے کہ کلمہ کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ مگر اس انداز سے پڑھنا اس ڈھب سے پڑھنا اس لگن سے پڑھنا دل کی گہرائیوں سے پڑھنا چہرے پہ آثار نظر آ رہے ہوں کہ یہ کلمے کا شیدائی انسان ہے۔ تب پتھر اٹھتے ہیں۔ محض کلمے کی رَٹ لگانے سے کوئی پتھر نہیں مارتا۔ آخر ایک ارب تیس کروڑ مسلمان کلمہ پڑھتا ہے۔ کیوں پتھر نہیں اُٹھتے کلمہ وہی ہے مگر شیطان فرق بتاتا ہے کون اوپر اوپر سے کلمہ پڑھتا ہے اور کون دل سے پڑھتا ہے اسے دشمنی ہو جاتی ہے اس سے جو دل کی گہرائیوں سے کلمہ پڑھ رہا ہو۔ شور کرتا ہے یہ قادیانی ہے اس کو پکڑو، مقدمہ بناؤ، جیل لے جاؤ، پھانسی دے دو۔ کلمہ ایک ہی ہے۔ ایک کو شیطان کہتا ہے جاؤ جاؤ مجھے تمہارے کلمے کا پتہ ہے دل سے نہیں نکلا۔ مگر محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے ماننے والے جب کلمہ پڑھتے ہیں تو زمین اور آسمان لرز جاتے ہیں۔ اُس محبت اور فدائیت کی وجہ سے جو حرارت ایمانی انہیں عطا کرتی ہے۔ پھر خدا کی راہ میں مَرنے سے ڈر نہیں لگتا اور یہ چیزیں دشمن کو پریشان کرتی ہیں۔ آج جماعت احمدیہ کا وہی کلمہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ ہے۔ مگر ہم پڑھیں تو دشمنوں کے جذبات مجروح ہو جاتے ہیں۔ مقدمہ کے لئے جب ایف۔ آئی۔ آر درج کرواتے ہیں تو کہتے ہیں قادیانی نے میرے سامنے کلمہ پڑھا۔ میرے جذبات مجروح ہو گئے اور اسی طرح یہی جذبات ابوجہل کے مجروح ہوتے تھے۔ یہی جذبات ابولہب کے مجروح ہوتے تھے۔ یہی عُتبہ اور شیبہ کے جذبات تھے جو کلمہ پڑھنے سے مجروح ہوتے تھے اور وہ تلواریں لے کر نکل آتے تھے۔ آپ کو ان کا طریق مبارک ہو اور ہمیں وہ کلمہ مبارک ہو جو محمد مصطفیٰ ﷺ پڑھتے تھے اور اس کلمے کی خاطر جماعت قربانیاں دے رہی ہے اور دیتی رہے گی خدا کے فضل سے۔ جماعت احمدیہ کے طفیل یہ کلمہ دنیا میں زندہ رہے گا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو یہ اعزاز اور امتیاز آج اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے کہ کلمہ طیبہ کی وجہ سے قربانی دے رہے ہیں۔ تکلیف اٹھا رہے ہیں، مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ سزائیں بھگت رہے ہیں یہ اعزاز حضور پاک ﷺ کے وقت میں لوگوں کو نصیب ہوا یا آج ہمیں نصیب ہے۔

پانچویں بات جو جماعت احمدیہ کو منفرد کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے مستقبل کے بارے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں اور وعدے ہیں اور کوئی جماعت نہیں جس کے مستقبل کے بارے میں خدا کی طرف سے تازہ بشارتیں ان کے پاس ہوں۔ خدا تعالیٰ اس بات پر کیسے خوش ہوسکتا ہے کہ رسولؐ کی امّت کے ٹکڑے اور حصّے کئے جا رہے ہوں۔ یہ تو بشارتوں والے کام نہیں اگلے جہان میں خدا اور اس کے رسولؐ کے دربار میں جواب دینا ہوگا کہ امت کا کیا حشر کیا ہے۔ ٹکڑے پر ٹکڑے کئے جا رہے ہو۔ ایسے لوگوں کی تائید میں تو خدا کی بشارتیں نہیں ہیں۔ ہاں جس جماعت کو خدا نے قائم کیا ہے اس کے مستقبل کے بارے میں بہت سی بشارتیں ہیں۔ بے انتہاء بشارتیں ہیں۔ ہم میں سے اس وقت جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ایک ایک مسیح موعودؑ کی سچائی کی دلیل اور بشارت کا نشان ہے۔

قادیان میں ایک زمانے میں دشمنوں نے گھیراؤ کیا کہ اس کی آواز باہر نہ جائے لوگوں تک نہ پہنچے۔ یہیں ختم ہو جائے جبکہ خدا کی بشارت یہ تھی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور آج سوا سو سال کے بعد ان گھیراؤ کرنے والوں کا تو نام نشان ہے نہ کوئی جانشین یا نائب لیکن خدا تعالیٰ کے کرم سے جماعت ایک سو باسٹھ ملکوں میں قائم ہو چکی ہے۔ آج جماعت احمدیہ ساری دنیا میں ایک حقیقت اور سچائی بن چکی ہے۔ بڑی بڑی طاقتوں کی نگاہ میں اس جماعت کی اہمیت ہو چکی ہے۔ جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی قادیان کے باسی بھی اچھی طرح حضرت اقدسؑ سے واقف نہ تھے۔ قادیان کی بستی بھی گمنام سی تھی۔ مگر قادر و توانا خدا یہ یہ بشارت دے رہا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ دعویٰ کے بعد مسلسل اس آواز کو دبانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ 1934ء میں احرار کی طرف سے قادیان کو چیلنج دیا گیا کہ ہم اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے قادیان کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے اور بزعم خود فاتح قادیان بھی بن گئے مگر قادیان تو فتح نہ ہوا۔ 1953ء میں پاکستان میں پھر شورش اٹھائی گئی۔ 1974ء میں اسمبلی میں فیصلے کئے گئے۔ 1984ء میں ایک ڈکٹیٹر نے اُس پہ مہریں لگائیں اور قانونی شکنجے تیار کئے غرض کیا تھی کہ اس جماعت کو جکڑ کے، باندھ کے رکھ دیں اور یہ جماعت پھیلنے نہ پائے۔ لیکن اِن ساری مخالفتوں کے باوجود جماعت کا دنیا میں ترقی کر رہی ہے۔ یہ حقیقی طور پر بشارتوں کا پھل اور نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئیں اور ایسی بشارتیں اور ایسے خدائی وعدے جماعت احمدیہ کے سوا اور کسی کی جھولی میں نہیں۔ ہمیں ان خدائی وعدوں کی ڈھال سے نکل کر اپنے ساتھ شامل ہونے کے مشورے دئے جا رہے ہیں۔ ہم ان کی جہالت میں شریک نہیں ہو سکتے۔

چھٹی بات جہاں تک مخالفت کا ذکر ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اپنے دعویٰ سے لے کر وفات تک کم و بیش تیس بتیس سال کا عرصہ گزارا آپ کے کوئی باڈی گارڈ نہیں تھے۔ کوئی فوج کا پہرہ نہیں تھا، کوئی سول پہرہ نہیں تھا۔ گاڑیوں میں سفر کرتے تھے۔ عدالتوں میں مقدمے بھگتتے تھے، شہروں

کے دَورے کرتے تھے، لوگوں کی دن رات آمد و رفت رہتی تھی، میل ملاقات کے لئے اچھے بُرے سب قسم کے لوگ آجاتے تھے اور ان ساری باتوں کے باوجود حفاظت کرنے والی طاقت نے حفاظت فرمائی۔ اس نے تو فرمایا ہے کہ میرا نام لے کے مفتری بن کے اگر کوئی دنیا کو دھوکا دینا چاہے گا میں فوراً اس کو پکڑ کے گلا کٹوا دوں گا۔ لیکن یہ کیا ہوا کہ دنیا کی طاقتیں بھی مخالف، آریہ بھی، ہندو بھی، سکھ بھی، پنڈت بھی، مولوی بھی، اور جو لوگ تھے وہ سارے کے سارے زور لگا رہے تھے۔ مولوی جا کے برطانیہ کی حکومت کے پاس شکائتیں کرتے تھے کہ یہ شخص سوڈانی مہدی ثابت ہوگا۔ آج یہ کمزور ہے۔ جس وقت چند آدمی اس کے ساتھ اکٹھے ہو گئے حکومت کے خلاف بغاوت کرے گا۔ انگریز حکومت کو ابھی سے اس کا بندوبست کرنا چاہئے۔ ہم متنبّہ کر رہے ہیں حکومت کا کہ انتظام کرلو اس شخص کے فتنے کا۔ اس وقت کہتے تھے کہ انگریز کے لئے اس کا وجود خطرناک ہے اور اب اُن کی اولادیں اور اُن کے جانشین یہ کہتے ہیں کہ یہ انگریز کا لگایا ہوا پودا ہے۔ تمہاری مانیں یا تمہارے بزرگوں کی مانیں تم سچے ہو یا تمہارے وہ لیڈر سچے تھے۔ جو انگریز حکومت کے پاس جا کے مخبریاں کرتے تھے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کے بانی کی حفاظت فرمائی اور ساتھ یہ پیشگوئیاں شائع ہو رہی تھیں کی صرف اپنے فرستادہ کی ہی نہیں جو بھی تیری اطاعت کر کے تیری چار دیواری کے اندر داخل ہو جائے گا اس کی بھی حفاظت ہوگی۔ طاعون ایک نشان کے طور پر آئے گی مگر فکر نہ کرنا تیری میں حفاظت کروں گا۔ إني أحافظ كل من في الدار کہ طاعون سے تجھے اور تیری جماعت کو بچایا جائے گا۔ حکومت کہتی ہے ٹیکے لگواؤ۔ آپ فرماتے ہیں خدا نے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے ٹیکہ نہیں لگواتے۔ طاعون سے معجزانہ حفاظت کا نشان دنیا نے دیکھا۔

حضرت اقدسؑ کامیاب جرنیل کے طور پہ زندگی گزار کے خدا کے حضور حاضر ہوئے۔ آپ کا پہلا جانشین منتخب ہوا۔ وہ کامیاب زندگی گزار کے گیا۔ دوسرا جرنیل آیا باون سال جماعت احمدیہ کی قیادت اور لیڈر شپ کی۔ چاقو سے حملہ ہوا۔ مقدمے بھی ہوئے۔ فتنے بھی کھڑے کئے گئے، ہنگامے بھی کئے گئے۔ ایجی ٹیشن بھی کروائی گئی سارے ملک میں عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ لیکن کیا نتیجہ نکلا اللہ تعالیٰ کی حفاظت تھی اللہ تعالیٰ کی تائید تھی دشمن کی کوئی کوشش اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کامیاب نہیں ہونے دی۔ پھر اس کے بعد تیسرے خلیفہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی زندگی میں برکت دی 1974ء کی اسمبلی میں جا کے عدالتوں میں کھڑا کیا بیان دو۔ عدالت میں بیان دو۔ اسمبلی میں بیان دو۔ اسمبلی قانون پاس کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ اسمبلی نے کہا اب یہ مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ہے اور اب جماعت ختم ہو جائے گی۔ اسمبلی کا قانون پاس کرلیا جماعت کا کیا بگڑا۔ جماعت تو قائم ہے یہاں تک قائم ہے کہ 1984ء میں پھر بے چینی ہوگئی کہ اور قانون نافذ کرنا چاہئے۔ ہمارا پچھلا قانون کارگر نہیں ہوا پھر ڈکٹیٹر سے اور فیصلے کروائے اور پابندیاں لگوائیں۔ جماعت کا کیا بگڑا ہے جماعت تو رواں دواں ہے اور اگر کوئی سمجھتا ہے کہ جماعت کو ختم کر چکے ہیں تو چین سے اپنے گھر بیٹھو اب کیا مسئلہ ہے۔ جس طرح نورانی صاحب ایک دفعہ امریکہ کے دورے پہ گئے تھے اور واپس آ کے انہوں نے بیان دیا کہ میں وہاں جا کر اسی فیصد قادیانیوں کے مشنوں کو تالے لگوا آیا ہوں۔ اگر واقعی تالے لگا دئے تو چین کیوں نہیں پڑتا؟ اب خاموش ہو جاؤ۔ مشن تو بند ہو گئے ہیں۔ اب جو چیخ و پکار جاری ہے خود اس بات کی تردید ہے کہ کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ خدا کی حفاظت میں ہے یہ جماعت۔ کوئی اس کا بال بیکا نہیں کر سکا۔ پھر ایک بڑا منصوبہ بنایا کہ امامِ جماعت احمدیہ کو گرفتار کروایا جائے۔ وہ جیل میں ہوں گے۔ جماعت کے ساتھ ان کا رابطہ ٹوٹ جائے گا۔ جماعت بکھر جائے گی۔ چند دن بعد حضرت صاحب باہر تشریف لے گئے۔ خیریت سے پہنچے۔ سارا منصوبہ اور گھیراؤ دھرا رہ گیا اور گئے بھی ڈنکے کی چوٹ پر، دن کے وقت اپنے اصل لباس میں گئے اور یہ ظالم اب تقریروں میں کہتے ہیں کہ عورتوں والا برقعہ پہن کے مرزا طاہر باہر نکل گیا تھا۔ اگر برقعہ بھی پہنا ہو تو جو تمہارے پہرے دار ڈیوٹیوں پر کھڑے تھے۔ اُن کی آنکھوں پہ پردہ کس نے ڈال دیا تھا۔ پاسپورٹ جو دکھایا اور اُس پہ تصویر لگی ہوئی ہے۔ اگر تصویر والا آدمی بُرقعہ پہن کے تصدیق کراتا ہے کیا چیک کرنے والے بے ہوش ہو گئے تھے۔ یا پاگل ہو گئے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔

اب یہ غم ہے کہ یہ تو ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں اور حکومت کو چاہئے کہ ان کا کوئی بندوبست کرے اور باہر کی حکومتوں کو کہنا چاہئے کہ ان کو وہاں سے نکال دو اور واپس بھیجو ہمارے پاس۔ پہلے آپ بھیجنے کے لئے بے چین تھے اب بُلانے کے لئے بے چین ہو گئے ہو۔ اُس وقت پچاس ملکوں میں احمدیت تھی اِن بارہ چودہ سالوں کے اندر ایک سو باسٹھ ملکوں میں احمدیت قائم ہوگئی ہے۔ تمہارا تڑپنا تو ٹھیک ہے لیکن یہ تمہارا اپنا کیا کرایا ہے۔ اب اِس کو بھگتو لیکن جماعت خدا کے فضل سے خدا کی حفاظت کے نیچے ہے۔ ہمارے امام بظاہر ہزار ہا میلوں کے فاصلے پر ہم سے دور بیٹھے ہوئے ہیں مگر جماعت کو جو محبت اور جو پیار امام کے ساتھ اب ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے جب وہ ان کے درمیان موجود تھے۔ اب تو ہر ایک احمدی کے دل میں امام ہر وقت بیٹھا ہوا اُن سے باتیں کر رہا ہے۔ تم کہاں کہاں سے روکو گے۔ تمہارے پہرے کہاں تک تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں۔ سمجھے تھے کہ مرزا طاہر کو ملک سے نکال دیا وہ تو اب ہمارے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ یہ جماعت خدا کی حفاظت میں ہے پہلے دن سے لے کر اس وقت تک اور آئندہ قیامت تک اور یہ حفاظت الٰہی جماعت احمدیہ کے سوا اور کسی جماعت کو دنیا میں نصیب نہیں اور یہ وجہ ہے کہ اتنے بڑے بڑے بحرانوں میں سے جماعت گزری ہے اور پہلے سے مضبوط ہو کر ابھری ہے۔

ساتویں بات دنیا میں سچائی کا معیار رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک تو میں نے بات کر دی ہے۔ خدا کے قائم کردہ تھے۔ کلمے کی وجہ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ حفاظت الٰہی میں تھے۔ تائید و نصرت تھی۔ آپؐ نے صحابہؓ کی جو جماعت تیار کی اس کی بڑی بڑی خصوصیات کیا تھیں۔ اپنے امام کے ساتھ وابستگی خواہ گردن کٹ جائے۔ اپنے امام کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار اور آمادہ رہتے تھے۔ دوسرے خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ عشق، محبت، ایمان، اطاعت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ مثال کے لئے سیدنا بلالؓ کو دیکھیں جس کے سینے پہ گرم تپتی ریت کے اُوپر پتھر رکھ کے پھر اوپر آدمی کودتے تھے۔ ساتھ مارتے پیٹتے تھے اور وہ جب پوچھتے ہیں کہ کہو ایک سے زیادہ خدا ہیں تو کہتے ہیں نہیں اللہ ایک ہے۔ اَحَدٌ۔ اَحَدٌ۔ اَحَدٌ۔ صحابہؓ کی یہ شان اور یہ نمونہ تھا۔ تیسری بات صحابہؓ میں نمایاں یہ تھی۔ آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ پہلے آپس میں مخالفت تھی۔ خون کے پیاسے تھے اب بھائیوں سے بھی زیادہ قربت ہوگئی۔ ہجرت کر کے مکّہ سے مدینہ آئے۔ رسول پاکؐ نے فرمایا مہاجر اور انصار دونوں بھائی بھائی ہیں۔ انصار نے کہا اپنے بھائی سے آؤ میرے بھائی آج سے خدا کے رسول نے تمہیں میرا بھائی بنا دیا ہے۔ میرے گھر میں آؤ۔ یہ میری جائیداد ہے۔ یہ میرا کاروبار ہے اتنے میرے مکان ہیں، اتنی میری زمینیں ہیں۔ اتنے میرے باغات ہیں اِتنی میری بیویاں ہیں۔ سارے کی ساری چیزوں میں سے آدھا مال تمہارا اور آدھا میرا۔ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں تم اس سے شادی کرو دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ آج وہ اخوت جماعت احمدیہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ جماعت کے ماحول سے باہر کہیں اس کا نمونہ نہیں ملتا کہ آپس میں مذہب کی وجہ سے یہ قربت قائم ہوئی ہو۔ آج جماعت احمدیہ صحابہ رسولؐ کے نقش قدم پر ہے خدا کی خاطر یہ ساری تکلیفیں برداشت کر رہی ہے۔ خدا کے رسول کی لاج رکھنے کے لئے ہم اپنی جانیں ہتھیلیوں پہ لئے پھرتے ہیں اور خدا نے ہمیں بھائی بھائی بنایا ہے۔ مسیح موعودؑ کے طفیل اخوت کا نظارہ نظر آیا ہے جماعت صحابہ کے نقشِ پر چل رہی ہے۔ اُس جماعت کو یہ کہتے ہیں کہ چھوڑ دو اور ہمارے دھارے میں شامل ہو جاؤ۔ جہاں ہر دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگا رہا ہے۔ جہاں بالعموم مسجدوں میں نشے اور بدفعلیاں ہو رہی ہیں۔ جہاں مسجدوں میں بم پھٹ رہے ہیں۔ کیا کوئی خوبی صحابہ کے زمانے کی باقی رہی؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میرے صحابہ کو تو خدا نے آسمانی ستارے بنایا ہے کسی ستارے سے خود کو منسلک کرلو روشنی بھی ملے گی رہنمائی بھی ملے گی اور نور بھی ملے گا۔ ہم تو احمدیت کے ماحول میں اُس نور کو حاصل کئے بیٹھے ہیں اور یہ باہر کہیں بھی نور نہیں۔ ظلمت ہی ظلمت اور تاریکی ہی تاریکی ہے اور اندھیرے میں بیٹھنے والا روشنی والے کو دعوت دے کہ آؤ ہمارے پاس آ کے بیٹھ جاؤ۔ خدا کے عاجز اور نیک بندوں کو ان تاریکیوں میں کیا دلچسپی ہوسکتی ہے۔

آٹھویں بات باہمی اخوت کا میں نے ذکر کر دیا ہے۔ یہ مضمون درحقیقت بہت زیادہ تفصیل طلب ہے ایک واقعہ ہے کہ ایک دیوبندی کی مولوی صاحب کے ساتھ بحث ہو رہی تھی میں نے کہا لمبی بحث کا فائدہ کوئی نہیں تجربہ کرتے ہیں۔ کسی بستی میں چلو تم جا کے ایک دیوبندی کے دروازے پہ آواز دینا کہ میں تمہارا دیوبندی بھائی آیا ہوں اور تمہارے پاس رات گزاروں گا اور میں ایک احمدی کے دروازے پہ جا کے آواز دوں گا کہ میں تمہارا احمدی بھائی ہوں رات کو میں تمہارے پاس قیام کروں گا۔ جو دونوں سے سلوک ہوگا اس سے فیصلہ ہو جائے گا۔ فوراً کہنے لگا کہ یہ تو ہم مانتے ہیں تمہیں تو فوراً وہ بٹھالیں گے۔ ساری خاطریں بھی کریں گے اور مجھے گلی سے کھڑے کھڑے دور ہی سے دھتکار دیں گے۔ جاؤ کوئی اور گھر دیکھو۔ تو یہ جو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اخوت احمدیت کو عطا کی ہے میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں مجھے کئی ملکوں میں جانے کا موقع ملا ہے جہاں کوئی احمدی بھائی ملتا ہے خدا شاہد ہے اپنے حقیقی بھائیوں سے زیادہ پیار ان سے ملتا ہے اور کہیں دنیا میں جا کے اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا ہر جگہ یونہی محسوس ہوتا ہے کہ اپنے بہن بھائیوں میں بیٹھا ہوں اور یہی مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم تھی کہ تم آپس میں اس طرح ہو جاؤ جیسے ایک ماں کے پیٹ سے دو بھائی۔ اور یہ اخوت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطاء کی ہے۔ ان دنوں میں سینکڑوں نہیں ہزاروں مقدمے ہمارے احمدی دوستوں پہ بنے شہادتیں بھی ہوئیں گھر بھی لوٹے گئے۔ کاروبار بھی تباہ و برباد کئے گئے۔ ان ساری باتوں کے باوجود کسی احمدی نے اس وجہ سے احمدیت نہیں چھوڑی کہ اسے کسی نے سنبھالا نہیں۔ ساری جماعت ایک دوسرے کی خدمت اور

حفاظت کے لئے تیار رہتی ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ نوشتہ ہے۔ احمدیت نے کامیاب ہونا ہے اور احمدیت کی مخالف طاقتیں خواہ کسی بھی روپ میں ہوں کسی بھی شکل میں ہوں انہوں نے بکھرنا اور ٹوٹنا ہے انتشار اُن کی قسمت، اتحاد اور ترقی ہماری قسمت، اور اس اتحاد اور ترقی کے جو تقاضے ہیں ان میں بنیادی بات یہ ہے کہ ان اوصاف کی موجودگی میں ہمیں ادھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر کوئی معاشرہ ان صفات والا ہے تو ہم چلتے ہیں اور اگر یہ صفات آپ کے پاس نہیں ہیں تو ہمیں بلانا بے معنی ہے۔ ان صفات کی موجودگی میں ہی جماعت منظم اور ترقی پذیر ہے۔ اس لئے دشمنوں کی ناکامی اور انتشار اور پراگندگی کا نظارہ اپنی جگہ ہمارا اتحاد اور یکجہتی اور منظم ڈسپلن والی زندگی اپنی جگہ۔ ان دونوں کا زمین آسمان کا فرق ہے۔ جب تک اس فرق کو ہم قائم رکھیں گے ہم خدا کے فضل سے دنیا میں ترقی کرتے رہیں گے۔

میں اپنے بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ نظام سے منسلک رہیں۔ نظام کی اطاعت کریں نظام سے کسی قیمت پر جدا نہ ہوں۔ نظام کے جو تقاضے ہیں ان کی خاطر جو قربانی دینی پڑے دے دیں لیکن نظام کو نہیں توڑنا۔ اگر ٹوٹا تو پھر بکھرنے والے قوم سے ہماری مشابہت ہو جائے گی ہم تو منظم قوم ہیں۔ بندھی ہوئی قوم ہیں۔ ایک لڑی میں پروئی ہوئی قوم ہیں اور اس اتحاد اور یگانگت کو ہم کسی قیمت پر بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور انعام ہے۔ اس کی خاطر ہمیں چاہئے کہ جس خدا نے ہمیں یہ صفات دی ہیں یہ برکتیں دی ہیں اور دنیا کی ضلالتوں سے بچایا ہے۔ دنیا کی گمراہیوں سے بچایا ہے۔ اس خدا کے وفادار بندے بن کے رہیں تا کہ یہ صفات ہمیں ہمیشہ نصیب رہیں اور ہم دنیا میں ترقی پذیر رہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب ہو۔ آمین

مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا

مالٹا میں نئے سال کا خدمت انسانیت کے ساتھ آغاز

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مالٹا کو امسال بھی نئے سال کا آغاز منفرد انداز میں خدمت خلق کے ذریعے کرنے کی توفیق ملی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

نئے سال کی آمد کی خوشی ہر قوم و ملت میں اپنے اپنے انوکھے رنگ ڈھنگ میں منائی جاتی ہے۔ کوئی خوشی سے دیوانہ وار اچھلتا ہے تو کوئی مستانہ وار نغموں کی لے پر جھومتا ہے، کوئی خورد و نوش کی تقریب سجاتا ہے تو کوئی مذہبی شعائر کو اپناتا ہے۔ غرض ہر فرد اپنی حیثیت میں رہتے ہوئے دلی تسکین کی خاطر کوشاں نظر آتا ہے کہ ایسا کارہائے نمایاں سرانجام دے کہ اس کے لئے تسکین و راحت کا باعث ہو اور دیکھنے والی آنکھ کے لئے باعث فرحت بھی ہو اور مایہ ناز بھی۔

جماعت احمدیہ مسلمہ بھی ہر بار نئے سال کی آمد پر مخصوص دعاؤں اور نوافل کا التزام کرتی ہے۔ عبادات کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق استوار کرنے کے لئے خدمت خلق بھی خاص توجہ کا مرکز بنتی ہے۔ ہر فردِ جماعت اپنے رنگ میں دعاؤں میں انسانیت کو یاد کرتا اور اُنکی خدمت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

جماعت احمدیہ مالٹا نے بھی اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے خدمتِ انسانیت کے ساتھ نئے سال کو یادگار اور اطمینان بخش بنانے کے لئے معذور افراد کے لئے قائم ایک فلاحی ادارہ Id-Dar tal-Providenza کے یکم جنوری 2023ء کو منعقد کردہ Fundraising ایونٹ میں بھرپور تعاون پیش کیا اور عطیات جمع کرنے میں تعاون کے ساتھ ساتھ ان کے لئے نئے سال کے تحفہ کے طور پر ظہرانے اور عشائیے کا انتظام بھی کیا۔

جماعتی طور پر ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے تعاون کے ساتھ یکم جنوری کو مقامی ادارہ Id-Dar tal-Providenza میں صبح دس بجے کام کا آغاز کیا گیا۔ یہ ادارہ ہر سال ٹیلی تھون کے ذریعے چندہ اکٹھا کرتا ہے۔ اس پروگرام میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوتے ہیں۔ اس پروگرام کے دوران جو کہ رات بارہ بجے تک جاری رہا میں شامل ہونے والوں اور کارکنان کو کھانا پیش کیا گیا۔ جہاں دن کے کھانے میں روایتی قیمہ پلاؤ کے ساتھ گاجر سے بنے کیک نے مزہ دوبالا کیا۔ وہاں شام کے کھانے میں شوارما کے ساتھ پیش کردہ میٹھی سویوں کو خوب سراہا گیا اور بار بار فرمائش کی گئی۔

صبح دس بجے سے لے کر رات دس بجے تک افراد جماعت نے وقارِ عمل کر کے کھانا پکایا، پیش کیا اور متفرق ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ کام کے دوران صفائی کا خاص خیال رکھا گیا اور کام کے اختتام پر تفصیلی صفائی بھی کی گئی۔

اِفرادِ جماعت نے سٹیج پر موجود ٹیلی تھون میں بھی حصہ لیا اور براہِ راست نشریات کے دوران موصول ہونے والی فون کالز کا جواب دیتے ہوئے نئے سال کی مبارکباد پیش کی اور فلاحی ادارے کی بہبود کے لئے دی جانے والی رقم پر عطیہ دہندگان کا شکریہ ادا کیا۔ براہ راست نشریات کے دوران، جو کہ مالٹا کے تمام ٹیلیویژن چینلز پر نشر کی جارہی تھی، خاکسار مبلغ سلسلہ مالٹا سے تاثرات بھی لئے گئے جس میں مبلغ سلسلہ نے خدمت خلق کے حوالہ سے بات کی اور جماعتی ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کے بارہ میں بتایا۔

افراد جماعت نے جماعتی لوگو والی شرٹس پہن رکھی تھیں جن پر جماعت احمدیہ کا نام، ماٹو اور ویب سائیٹ کا پتہ درج تھا جو جماعتی تبلیغ کا ذریعہ بھی ثابت ہوا۔ اسی طرح تمام ممبران کو ہدایت تھی کہ ہر کسی کے ساتھ

بڑی فراخدلی سے ملیں اور مسکراتے ہوئے انہیں کھانا پیش کریں۔ اسی طرح وہاں پر موجود لوگوں کو آتے جاتے سلام کریں، ان کی خیریت دریافت کرتے رہیں اور جو بھی خدمت کا موقع میسر آئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے یہ پروگرام بہت کامیاب رہا، جماعت کو بھرپور خدمت خلق کی توفیق ملی اور یہ پروگرام جماعت کے وسیع تعارف، نیک نامی اور تبلیغ کا ذریعہ بنا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور آئندہ بھی سلسلہ اور انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

جماعتی ٹیم کے انچارج صدر خدام الاحمدیہ مکرم حسن بشیر صاحب نے خصوصی دلچسپی کے ساتھ تمام امور کی نگرانی کی اسی طرح ان کی ٹیم کے ممبران مکرم مصور احمد صاحب، مکرم حافظ وقاص احمد صاحب، مکرم جری اللہ خالد صاحب، مکرم ناصر محمود صاحب، مکرم حنان احمد صاحب اور عزیزم نعمان عاطف صاحب نے بھرپور تعاون کیا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ۔ آمین

دعا کا تحفہ

گناہوں کی بخشش کی ایک خوبصورت دُعا

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے گناہ بے حد وحساب ہیں، آپ نے تین مرتبہ اُسے یہ دُعا کہلوائی اور فرمایا اب اٹھو! اللہ نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں:

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی مِنْ عَمَلِیْ

(مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ 728)

ترجمہ: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے اور مجھے امید اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 156)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ابو مصور خان۔ رفیع ناصر

اپنے جائزے لیں

از ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ (سال 2020ء)

قسط 22-24

تقویٰ پر چلتے ہوئے جائزہ

اگر گہرائی میں جاکر، تقویٰ پر چلتے ہوئے کوئی اپنا جائزہ لے تو پتا چلتا ہے کہ روزہ رکھنا بہتر ہے یا عارضی طور پر فدیہ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر آگے مزید وضاحت فرمادی کہ مریض ہو یا سفر پر ہو تو روزہ نہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگی نہیں چاہتا اور جب بیماری دور ہو جائے تو پھر چھوڑے ہوئے روزے پورے کرو۔ سفر کے دوران جو روزے چھوٹ گئے انہیں پورا کرو چاہے فدیہ دے بھی دیا ہو۔ پس گھوم پھر کر بات وہیں آ جاتی ہے کہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ وہ ہماری حالتوں کو جانتا ہے اپنے فیصلے کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بہتر صورت پیدا کرے گا، بہتر نتائج پیدا کرے گا۔

(خطبہ جمعہ 24/ اپریل 2020ء)

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا باریکی سے جائزہ

حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں؟ اس کی فہرست بنانے لگیں تو انسان پریشان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ہے جو ہم ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے ہم پر احسان ہیں اس کا حق بنتا ہے کہ اس کی شکر گزاری کی جائے۔ یہ شکر گزاری کا حق ہم ادا نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں اور اس کے بغیر ہی اکثر لوگ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے چلے جاتے ہیں جیسے کہ یہ ہمارا حق ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو ہماری حالتوں اور ناشکر گزاری کے باوجود ہمیں نوازتا چلا جاتا ہے۔ ہمارے عہد ہیں جو ہم نے خدا تعالیٰ سے کیے ہیں ان کو ہم پورا نہیں کرتے۔ مخلوق کے حقوق ہیں، والدین کے حقوق ہیں، ہمسائے کے حقوق ہیں، مسافروں کے حقوق ہیں، معاشرے کے عمومی حقوق ہیں جنہیں ہم ادا نہیں کرتے۔ جنہیں ہمیں ادا کرنے کا حکم ہے اور ہم اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر ہم باریکی سے جائزہ لیں تو نہ ہم اللہ تعالیٰ کے حق ادا کر رہے ہیں اور نہ بندوں کے۔ میں نے ایک عمومی فہرست بنوائی تھی جس میں بعض موٹے موٹے حقوق ہی رکھے تھے تو جو بندوں کے حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ہیں وہ بھی تقریباً اٹھائیس انتیس بن گئے تھے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل ایمان تو یہ ہے اور تقویٰ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد بھی پورے کرو اور باریکی میں جا کر پورے کرو اور اسی طرح اس کی امانتوں کے حق بھی ادا کرو اور باریکی میں جا کر ادا کرو۔ اسی طرح مخلوق کے عہد بھی باریکی سے ادا کرو اور اس کی امانتوں کی بھی ایک فکر کے ساتھ ادائیگی کرو تب کہا جا سکتا ہے کہ تقویٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ اس لیے آیا ہے، روزے رکھنے کی طرف اس لیے تمھیں توجہ دلائی گئی ہے کہ سال کے گیارہ مہینے میں جو کوتاہیاں کمیاں ان حقوق کے ادا کرنے میں ہو گئی ہیں اس مہینے میں خالصۃً اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی خاطر جائز چیزوں کو بھی چھوڑتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی خاطر بھوک پیاس برداشت کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پہلے سے بڑھ کر توجہ دیتے ہوئے، بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دیتے ہوئے پورا کرو اور جب یہ کرو گے تو اس کا نام تقویٰ ہے۔

(خطبہ جمعہ 24/ اپریل 2020ء)

دوسروں کی کمزوریوں کے بجائے اپنی حالتوں کا جائزہ لیں

ایک دنیا کا ماحول جو عمومی طور پر اس وبا کی وجہ سے بنا ہوا ہے اور ایک رمضان کا ماحول اب ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے والا بنا رہنا چاہیے۔ رمضان تو کل یا پرسوں چلا جائے گا، ختم ہو جائے گا لیکن اس کی نیکیاں ہمیں ہمیشہ اپنے اندر رکھنی چاہئیں۔ وہ پاک تبدیلیاں جو ہم نے کی ہیں وہ ہمیشہ اپنے اندر رکھنی چاہئیں اور پھر جب لاک ڈاؤن میں نرمی آئے تو ہمیں اپنی ذاتی بھی اور انسانیت کے لیے بھی ذمہ داریوں کو نہیں بھولنا چاہیے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے جہاں خود اللہ تعالیٰ کا حق اور بندوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دیں وہاں دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہیں اور اپنے پاک نمونوں سے دنیا کو خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والا بنانے کی کوشش کریں۔ ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔ آپؑ کی کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جہاں آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی روشنی میں ہمارے مقام و معیار کی طرف توجہ دلانے کی کوشش نہ فرماتے ہوں۔ پس ہمیں ہر وقت آپ کی نصائح کی جگالی کرتے رہنا چاہیے تا کہ حقیقی ایمان و ایقان ہمیں حاصل ہو۔ دوسروں کی کمزوریوں کی طرف نظر رکھنے کی بجائے ہم اپنی حالتوں کا جائزہ لیتے رہیں۔

(خطبہ جمعہ 22/ مئی 2020ء)

جائزے لیں کہ مال کی وجہ سے دین تو نہیں بھول رہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے جزیہ کی شرط پر صلح کی تھی اور ان پر حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو وہاں جزیہ لینے کے لیے بھیجا۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ جزیہ لے کر واپس آئے اور لوگوں کو ان کی واپسی کا علم ہوا تو صبح فجر کی نماز سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا کر جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو ان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ لگتا ہے تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ابو عبیدہؓ کچھ لائے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: جی یا رسول اللہؐ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس خوش ہو جاؤ اور اس کی امید رکھو جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ مَیں تمہارے بارے میں محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ مَیں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے اور پھر تم بڑھ چڑھ کر حرص کرنے لگ جاؤ۔ (صحیح بخاری کتاب الجزیہ و الموادعہ باب الجزیۃ و الموادعۃ مع اہل الذمۃ و الحرب، حدیث نمبر 3158) جوں جوں دنیاداری میں پڑو گے، دنیاوی آسائشیں تمہیں مہیا ہوں گی میسر آئیں گی تو حرص میں پڑ جاؤ گے اور وہ تمہیں ہلاک کر دے۔ یہ خوف ہے مجھے۔ بھوکے رہنے کا خوف کم ہے۔ یہ خوف ہے کہ دنیا داری میں پڑ کے، حرص کر کے تم کہیں اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لو۔ پس یہ تنبیہ ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنی چاہیے اور اس کو پیش نظر نہ رکھنے کی وجہ سے آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت جن کے پاس پیسہ آتا جن میں ہمارے لیڈر بھی شامل ہیں وہ اس لالچ میں پیش پیش ہیں۔ ان کی دنیا کی لالچ بے شمار بڑھ چکی ہے۔ خدا کا نام تو لیتے ہیں لیکن فوقیت دنیاوی مال وحشمت کو ہے۔ پس ہمیں اس لحاظ سے اپنی حالتوں کا ہمیشہ جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مال تو آئیں گے لیکن ہمیں اس مال کی وجہ سے اپنے دین کو نہیں بھول جانا چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 2/ اکتوبر 2020ء)

سال 2021ء

قسط 23

ہمیں اپنی حالتوں کا جائزہ لینا چاہیے۔ ماننے کے بعد کہیں ہماری توجہ دوبارہ دنیا کی طرف تو نہیں ہوگئی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو! خدا تعالیٰ کا نام غفور ہے۔ پھر کیوں وہ رجوع کرنے والوں کو معاف نہ کرے؟ اِس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہو گئی ہیں۔ انہیں غلطیوں (میں) سے جہاد کی غلطی بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں حالانکہ خود ہی مانتے ہیں کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مخدوش ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں۔‘‘ تسلیم کیا ہے حدیثوں کے مخدوش ہونے کے بارے میں۔ ’’اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا۔‘‘ آجکل بھی بعض علماء اب یہی کہنے لگ گئے ہیں۔ ’’وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے۔ سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کرے گا اور قلم، دعا، توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔‘‘ پس یہ قلم اور دعا اور توجہ یہی کام اب آج آپ کے ماننے والوں کا بھی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اور افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جس قدر توجہ دنیا کی طرف ہے دین کی طرف نہیں۔‘‘ ہمیں بھی اپنی حالتوں کا جائزہ لینا چاہیے۔ ماننے کے بعد کہیں ہماری توجہ دوبارہ دنیا کی طرف تو بہت زیادہ نہیں ہوگئی۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 19 (غیر مطبوعہ) صفحہ 192-193 خطبہ جمعہ 26/ مارچ 2021ء)

اپنے ایمانوں کا جائزہ لو کہ کتنے مضبوط ایمان ہیں تمہارے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اس وقت میں دعاؤں کے حوالے سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض فرمودات پیش کر کے اس کی اہمیت اور ہمیں جو اپنی

عملی حالتوں کو درست کرنا چاہیے اس کے متعلق قبولیت دعا کی شرائط کیا ہیں اور اس کا فلسفہ اور اس کی گہرائی کے بارے میں جو آپؑ نے بیان فرمایا اس میں سے کچھ پیش کروں گا۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو سطحی طور پر دعا کر کے پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول نہیں کیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو ہم نے ایک کام کہا جس کو اسے ماننا چاہیے تھا۔ یعنی نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ ان کے حکموں کا پابند ہے۔ جو چاہیں وہ کہیں، جس طرح چاہیں وہ کہیں، جو چاہیں ان کے عمل ہوں لیکن اللہ تعالیٰ پابند ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا یہ نہیں ہو گا۔ پہلے تمہیں میری باتیں ماننی ہوں گی۔ اپنے عملوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہو گا۔ رمضان کے مہینے میں جب نیکیوں کا ماحول بنا ہے۔ درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع ہوا ہے تو میری ہدایات اور احکامات کو دیکھو! غور کرو! سنو اور ان پر عمل کرو۔ اپنے ایمانوں کا جائزہ لو کہ کتنے مضبوط ایمان ہیں تمہارے۔ کسی مشکل میں پڑنے پر، ابتلا آنے پر ایمان متزلزل تو نہیں ہو رہے؟ بہر حال یہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں قدم بندے نے ہی پہلے اٹھانا ہے اور جب اس کی انتہا ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت جوش میں آتی ہے، اس کا فضل جوش میں آتا ہے۔ پس اس بات کو سمجھنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔''

(خطبات مسرور جلد19 (غیر مطبوعہ) صفحہ 231-خطبہ جمعہ 16 اپریل 2021ء)

ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہماری ایمانی حالت کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اپنا عہد جو ہم نے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اس پر حقیقی روح کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر ہی ہم اللہ تعالیٰ کے ان انعاموں سے حصہ لینے والے ہوں گے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور تبھی ہم خلافت کے انعام سے حقیقی فیض پانے والے ہوں گے۔ پس یہ آیت مومنوں کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے لیکن ساتھ ہی ہمارے لیے فکر کا مقام بھی ہے کیونکہ جو شرائط ہیں اگر اس پر پورا نہیں اتر رہے تو پھر اس انعام سے حقیقی طور پر فیض نہیں پا سکتے۔ اگر نماز، زکوٰۃ، حقوق اللہ کی ادائیگی نہیں، حقوق العباد کی ادائیگی نہیں تو پھر جیسا کہ ذکر ہوا اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرنے والے نہیں بن سکتے۔ پس صرف اپنی تاریخ سے واقفیت حاصل کر لینا اور یومِ خلافت منالینا کافی نہیں ہے جب تک ہم حقیقی عبد نہیں بن جاتے۔ پس جب تک ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے نہیں بن جاتے، بندوں کے حق ادا کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے نہیں بن جاتے، اس وقت تک ہمارا یہ یومِ خلافت منالینا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہماری ایمانی حالت کیا ہے؟ کیا ہم میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہے؟ کیا ہم تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ سے ہر چیز سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل فرمانبرداری کرنے والے ہیں؟ اور پھر ساتھ ہی ہماری نظر اپنے عمل کی طرف پھرنے والی ہونی چاہیے کہ کیا ہمارا ہر عمل اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہے؟ ہمارے عمل کہیں دکھاوے کے عمل تو نہیں؟ ہماری نمازیں کہیں دکھاوے کی نمازیں تو نہیں؟ ہمارا مال خرچ کرنا، زکوٰۃ دینا کہیں دکھاوا تو نہیں؟ ہمارے روزے کہیں دکھاوے کے روزے تو نہیں؟ ہمارے حج صرف حاجی کہلانے کے لیے تو نہیں؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی کامل

فرمانبرداری تو تب ہو گی، دلی سکون اور امن تو تب ملے گا جب ہمارا ہر عمل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے ہو گا اور تبھی وہ معاشرہ خلافت کے زیرِ سایہ قائم ہو گا جب ہمارا ہر عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے والا ہو گا۔ پس صرف زبانی باتیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا ہو گا کہ وہ ایمان لانے والے اس سے فیض اٹھائیں گے جن کے عمل صالح ہوں گے۔''

(خطبات مسرور جلد19 (غیر مطبوعہ) صفحہ 311 خطبہ جمعہ 28/ مئی 2021ء)

اپنے جائزے لیں کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کر رہے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہر احمدی کا ہر لمحہ جہاں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں گزرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے وہاں اپنے جائزے لیتے ہوئے بھی گزرنا چاہیے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کر رہے ہیں؟ اور جب اس سوچ کے ساتھ زندگی گزاریں گے اور پھر اپنے عملوں کو بھی اس کے مطابق کریں گے اور خلافت کے قائم رہنے کے لیے دعائیں بھی کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث بھی بنتے چلے جائیں گے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تسلی بھی دی کہ خلافت کا نظام جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو جو خوشخبریاں دی ہیں وہ ضرور پوری ہوں گی اگر ہم ان شرائط کو پورا کرنے والے ہیں۔''

(خطبات مسرور جلد19 (غیر مطبوعہ) صفحہ 313 خطبہ جمعہ 28/ مئی 2021ء)

اپنے جائزے لیں کہ کس طرح وہ اپنی کمیاں دور کر سکتے ہیں اور کمی دور کر کے مہمان نوازی کے معیار کو بڑھا سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ وہ حسن ظن ہے جو آج بھی سب خدمت کرنے والوں پر ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت خدمت کرنے والے اس حسن ظن پر پورے اترنے والے ہیں اور جن میں کوئی کمی ہے وہ خود اپنے جائزے لیں اور دیکھیں کہ کس طرح وہ اپنی کمیاں دور کر سکتے ہیں اور کمی دور کر کے مہمان نوازی کے معیار کو بڑھا سکتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ بعض شعبہ جات کے کارکنان کو بعض مہمانوں کی طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ہمارا کام ہے کہ خوش خلقی کو کبھی نہ چھوڑیں۔ اس کا مظاہرہ کریں۔''

(خطبات مسرور جلد19 (غیر مطبوعہ) صفحہ 458 خطبہ جمعہ 6/ اگست 2021ء)

سال 2022ء

قسط 24

جائزے لیں کہ کیا تقویٰ کا حق ادا کر رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں تو پھر سنو کہ ایمان کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور پھر فرمایا کہ تقویٰ کیا ہے؟ پھر اس کا جواب یہ ہے کہ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا۔ اب اگر ہم جائزہ لیں تو یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ ہمیں اپنے جائزہ سے یہ پتہ چل جائے گا کہ کیا ہم تقویٰ کا حق ادا کرتے ہوئے حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہے ہیں۔ کیا ہم تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کر رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ بات کہ تقویٰ کیا ہے اس وقت تک پتہ نہیں چل سکتی جب تک ان باتوں کا مکمل علم نہ ہو۔ علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر علم کے کوئی چیز حاصل ہی نہیں ہو سکتی، اس کو آدمی پا ہی نہیں سکتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ علم حاصل کرنے کے لیے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے حق ہیں؟ کیا بندوں کے حق ہیں؟ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے؟ کن باتوں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کے لیے بار بار قرآن شریف کو پڑھو۔ فرمایا اور تمہیں چاہیے کہ جب قرآن شریف پڑھ رہے ہو تو بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہو گا۔

(خطبہ جمعہ 22/ اپریل 2022ء)

گھانا کے جیلوں کی جائزہ رپورٹ

بدعات کے پھیلنے اور تقویٰ سے دوری کا ذکر کرتے ہوئے آپ (حضرت مسیح موعود۔ ناقل) فرماتے ہیں کہ ''ہزار ہا قسم کی بدعات ہر فرقہ اور گروہ میں اپنے رنگ کی پیدا ہو چکی ہیں۔ تقویٰ اور طہارت جو اسلام کا اصل منشاء اور مقصود تھا جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

خطرناک مصائب برداشت کیں جن کو بجز نبوت کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کرسکتا وہ آج مفقود و معدوم ہوگیا ہے۔ جیل خانوں میں جا کر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے۔‘‘یعنی جرائم پیشہ لوگ جو ہیں ان میں کن کی تعداد ہے آپ اس طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ جرائم پیشہ مسلمان زیادہ ہیں۔ گھانا میں ہمارے ایک منسٹر تھے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں وہ بتایا کرتے تھے کہ ہماری میٹنگ ہو رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ ہماری جیلوں میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ انہوں نے کہا میں احمدی ہوں اور میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ ان مسلمانوں میں سے تم دیکھ لو گے کہ احمدی کوئی نہیں ہوگا یا احمدی ہوں گے تو اس نسبت کے لحاظ سے بالکل برائے نام اور جب جا کے جائزہ لیا گیا تو یہی بات صحیح نکلی۔ تو حقیقی مومن، حقیقی احمدی کی یہ نشانی ہے اور یہ پھر تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اگر اس چیز کو ہم اپنے سامنے رکھیں اور ہر معاملے میں، ہر عمل میں، اپنے کاروباروں میں، اپنی نوکریوں میں، اپنی روزمرہ کی لوگوں کے ساتھ dealing میں اپنے اعلیٰ اخلاق دکھلانے والے ہوں، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے والے ہوں۔تقویٰ دل میں پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہوں تو پھر جہاں یہ ہماری اصلاح کا باعث بنے گی وہاں تبلیغ کا بھی ایک خاموش ذریعہ بن جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 22/ اپریل 2022ء)

جائزہ لیں کہ برائیوں کے خاتمے کے لئے بھرپور کوشش ہو رہی ہے

ہم میں سے ہر ایک کو جائزہ لینا چاہیے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے ہم اپنا کردار ادا کر رہے ہیں؟ کیا برائیوں کے خاتمے کے لیے بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟ کیا نیکیوں کے اپنانے کے لیے بھرپور کوشش ہو رہی ہے؟ کیا عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی ہم بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟

(خطبہ جمعہ 7/ اکتوبر 2022ء)

جائزہ لیں کس حد تک ہم خداتعالیٰ کے حق ادا کر رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اعمال کے لیے اخلاص شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ۔ یہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’... خوب یاد رکھو کہ جو شخص خداتعالیٰ کے لئے ہو جاوے خداتعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔‘‘(ملفوظات جلد 8 صفحہ 354-355 ایڈیشن 1984ء) پس یہ وہ گُر ہے جسے اپنانے کی ضرورت ہے۔ ہم خود تو اللہ تعالیٰ کے حق ادا نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں نہیں سنتا، بعض لوگوں کو یہ بھی شکوہ رہتا ہے۔ جائزہ لیں، دیکھیں کس حد تک ہم نے خداتعالیٰ کے حق ادا کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اتنا مہربان ہے۔ ہماری بے شمار غلطیوں کے باوجود بھی ہمیں نوازتا چلا جارہا ہے۔ پس ہمیں اس بات پر نظر رکھنی ہے کہ کس طرح ہم نے خداتعالیٰ کے حق ادا کرنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے۔ مسجد ہم نے بنائی ہے تو اس کا حق ادا کریں۔ اس میں خالص ہو کر اس کی عبادت کے لیے آئیں۔

(خطبہ جمعہ 7/ اکتوبر 2022ء)

جائزے لیں کہ کتنے منٹ اللہ کی عبادت کو دیتے ہیں

ہر احمدی کو بڑا غور کرنا چاہیے، سوچیں، جائزہ لیں اور دیکھیں کہ سارے دن میں کتنے منٹ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو دیتے ہیں؟ کیا چند منٹ کی نماز پڑھ کر اور وہ بھی کچھ سمجھ کر اور کچھ بغیر سمجھے ہم اپنی زندگی کے مقصدِ پیدائش کو پا سکتے ہیں! جماعت کو اعلیٰ اخلاق کی نصیحت بھی آپؑ نے خاص طور پر فرمائی کیونکہ اعلیٰ اخلاق دکھانا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔‘‘ اپنا جائزہ نہ لیتے رہو، اپنی باتیں جو تم سارا دن کرتے ہو جس طرح زندگی گزاری، دن گزار رہے ہو اس کا جائزہ نہ لو کہ کیا اچھائی کی کیا برائی کی، کیا نیک باتیں کیں، کیا غلط باتیں کیں۔ جب تک جائزہ نہ ہو اس وقت تک اصلاح نہیں ہوسکتی۔ (خطبہ جمعہ 14/ اکتوبر 2022ء)

اللہ کے احسانوں کا شکر گزار ہونے کے لئے اپنا جائزہ لیں

اگر ہم نے اپنا حق بیعت ادا کرنا ہے، اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے احسانوں پر اس کا شکر گزار ہونا ہے تو ہمیں اپنی حالتوں کا ہر وقت جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت ہمارے اندر پیدا ہو جائے اور ہم حقیقت میں اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حق ادا کرنے والے بنیں اور ہم آخرین کی اس جماعت میں شامل ہو جائیں جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 14/ اکتوبر 2022ء)

دعا کے اعلیٰ معیار کا جائزہ لیں

دعا کرنے والے کے صبر کے معیار کو بیان فرماتے ہوئے آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ ’’یہ سچی بات ہے کہ دعا میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنے والے اپنے ہاتھ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ان کو ایک جلدی لگ جاتی ہے اور وہ صبر نہیں کر سکتے حالانکہ خداتعالیٰ کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے۔

دیکھو! یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج انسان شادی کرے تو کل کو اس کے گھر بچہ پیدا ہو جاوے حالانکہ وہ قادر ہے جو چاہے کرسکتا ہے مگر جو قانون اور نظام اُس نے مقرر کر دیا ہے وہ ضروری ہے۔ پہلے نباتات کی نشو و نما کی طرح کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔‘‘ پودے، بوٹے جس طرح نشوونما پاتے ہیں پہلے تو کچھ نہیں پتہ لگتا انسان کی یا کسی بھی جانور کی پیدائش کے وقت۔ اب انسان کی مثال ہے کہ ’’چار مہینے تک کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتا۔ پھر کچھ حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوری میعاد گذرنے پر بہت بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔‘‘ ڈاکٹر بھی اب بارہ ہفتے کے بعد ہی سکین کر کے کچھ بتاتے ہیں۔ تو بچہ کا پیدا ہونا باوجود سب ماڈرن ٹیکنالوجی کے ڈاکٹروں کو صحیح پتہ لگتا ہے اور وہ بھی اسی وقت سکین کرتے ہیں جب بارہ ہفتے گزر جاتے ہیں۔ اُس زمانے میں جب آپؑ بیان فرمارہے ہیں اُس وقت اتنی ٹیکنالوجی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود ایک قانونِ قدرت کے بارے میں آپؑ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ’’بچہ کا پیدا ہونا ماں کا بھی ساتھ ہی پیدا ہونا ہوتا ہے۔‘‘ پھر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو ساتھ ہی، یہ نہیں ہے کہ آرام سے پیدا ہوگیا۔ ماں کا بھی نئے سرے سے پیدا ہونا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ’’مرد شاید اُن تکالیف اور مصائب کا اندازہ نہ کرسکیں جو اس مدتِ حمل کے درمیان عورت کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ مگر یہ سچی بات ہے کہ عورت کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے۔ اب غور کرو کہ اولاد کے لئے پہلے ایک موت خود اس کو قبول کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر وہ اس خوشی کو دیکھتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلوّن اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا رہے۔‘‘ جلد بازی نہ کرے، تکلیفوں کو برداشت کرے، دعا میں لگا رہے۔ ’’اور کبھی بھی یہ وہم نہ کرے کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ آخر آنے والا زمانہ آجاتا ہے۔ دعا کے نتیجہ کے پیدا ہونے کا وقت پہنچ جاتا ہے جبکہ گویا مراد کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ دعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہنچایا جاوے۔ جہاں پہنچ کر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔‘‘ دعا کو اس معیار تک لے جانا پہلے ضروری ہے۔ فرمایا کہ ’’جس طرح پر آتشی شیشے کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشہ پر آ کر جمع ہوتی ہیں اور ان کی حرارت اور حدّت اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے۔ پھر یکا یک وہ کپڑا جل اُٹھتا ہے۔ اس طرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہنچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادیوں کو جلا دے اور مقصدِ مراد کو پورا کرنے والی ثابت ہو جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 418 ایڈیشن 1984ء)

پس ہر دعا کرنے والے کو اپنے جائزے سے خود ہی پتہ چل جائے گا کہ اس نے یہ معیار حاصل کیا ہے کہ نہیں۔

(خطبہ جمعہ 16/ دسمبر 2022ء)

جائزے لیں کہ کیا ہم خدا سے محبت کی کوشش کر رہے ہیں

جماعت کو قائم کرنے کا مقصد اصل توحید کو قائم کرنا اور محبت الٰہی پیدا کرنا ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس، غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضاء کو مقدم کرلیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا(البقرہ: 201) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ اب یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خداتعالیٰ نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لئے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جائے اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا رکھ دیا۔ اگر اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا نہ ہوتا تو یہ اعتراض ہوسکتا تھا۔ مگر اب اس نے اس کو حل کر دیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 188 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت جو ایک مومن کے دل میں ہونی چاہیے کہ تمام دنیاوی رشتوں سے زیادہ خدا کی محبت ہو۔

ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا یہ محبت ہم اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا کیا اس کے لیے ہمارے دل میں کوئی خواہش اور تڑپ ہے؟

(خطبہ جمعہ 23/ دسمبر 2022ء)

ناصرہ رشید۔لندن

سفید پرندے

احمدیت کی آغوش میں آنے والی سعید روحیں

برطانیہ میں اِسلام احمدیت کا نفوذ

مسیح ناصری کو جو کام خدا تعالیٰ کی طرف سے سپرد کیا گیا تھا وہ بنی اسرائیل کی طرف پیغامِ رسالت پہنچانا تھا۔ مگر مسیح محمدیؑ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اکنافِ عالم میں اسلام کی احیاء نو کا پیغام پہنچانے پر مامور کیا تھا اور یہ وعدہ کیا تھا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ (الہام 1891ء)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود مسیحؑ کو جو بشارات دیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپؑ کا پیغام لندن تک پہنچے گا اور آپؑ نے دیکھا کہ میں سفید رنگ کے پرندے پکڑ رہا ہوں۔ اس وعدہ کے وفا ہونے کا احساس تو اب ہمیں شدت سے ہوتا ہے جب ہم تاریخ کے ان اوراق پر نظر ڈالتے ہیں جہاں یہ ذکر ملتا ہے خدائی تقدیر کے ماتحت سفید پرندے اُڑ اُڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام پر دیوانہ وار لبیک کہنے لگے۔

سرتاجِ مرسلین حضرت محمدؐ کی پیشگوئی تھی کہ مسیح موعودؑ کے وقت اسلام مغرب سے طلوع کرے گا۔ اس کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کے ساتھ ہی استدلال نے احمدیت کا پودا لگا دیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ طیبہ کے دوران حضورؑ نے ہزاروں کی تعداد میں تبلیغی اشتہارات دور دراز کے ممالک میں بھجوائے تھے۔ انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر تفصیلی طور پر اسلامی تعلیمات سمجھاتے ہوئے کتب ’’تحفہ قیصریہ‘‘ اور ’’ستارہ قیصرہ‘‘ تحریر فرمائیں اور ملکہ معظمہ اور تمام عوام کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے انگلستان بھجوائیں۔ امریکہ سے بعض افراد حضرت مسیح موعودؑ سے خط و کتابت بھی کرتے رہے۔ یورپ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ کو جانا پہچانا جا رہا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو پڑھ کر کئی انگریز مسلمان ہو گئے۔ اُن میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ بھی شامل تھے۔ ان میں مختلف معزز پیشوں یعنی ڈاکٹر، لیکچرار، ایک مذہبی امور کا وزیر اور بیرسٹر بھی شامل تھے۔

(اخبار البدر 8/ مارچ 1904ء صفحہ 10 جلد 3)

1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے پہلے مبلغ جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو جولائی میں انگلستان بھیج دیا۔ آپ نے چند ماہ تک ووکنگ میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔

چوہدری فتح محمد سیّال صاحبؓ اس پہلے بیرونی مشن کی بنیاد گو جولائی 1913ء میں رکھ چکے تھے لیکن ان کا مستقل اور ممتاز صورت میں قیام دراصل اپریل 1914ء میں ہوا۔ جبکہ آپ ووکنگ چھوڑ کر لندن تشریف لائے۔ جہاں کرائے کے ایک مکان کو مرکز بنا کر تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ پہلا شخص جو آپ کی تبلیغ سے اسلام میں داخل ہوا، ایک صحافی کوریو (MR CORIO) نامی تھا۔ جس کا اسلامی نام بشیر کوریو تجویز ہوا۔ 1915ء میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب نے ایک چرچ میں تین مرتبہ لیکچر دیئے جس میں کثرت سے برطانوی اور دوسرے غیر مسلمانوں نے شرکت کی۔ آپ کا آخری لیکچر احمدیہ مومنٹ کے عنوان پر تھا۔ اللہ کے فضل سے بہت سی سعید روحوں نے حضرت چوہدری صاحب کے اس آخری خطاب کے بعد اسلام قبول کیا۔

6/ ستمبر 1915ء کو حضرت قاضی محمد عبداللہؓ صاحب بی اے، بی ٹی انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے۔ پہلی جنگ عظیم سے آپ کو کئی پریشانیوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ نے لٹریچر اور خطوط کے ذریعہ اپنی کوششیں برابر جاری رکھیں۔ آپ ابھی انگلستان میں ہی تھے کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ 10/ مارچ 1917ء کو روانہ ہو کر اپریل 1917ء میں انگلستان پہنچ گئے اور مکرم قاضی عبداللہ صاحبؓ بی اے بی ٹی کے ساتھ مل کر کام کا آغاز کر دیا۔ مفتی صاحب کے تشریف لانے پر مشن میں نئی زندگی آ گئی اور چند ہفتوں کے اندر چھ انگریزوں نے احمدیت قبول کی۔ حسنِ اتفاق سے ان میں سے ایک کا نام مسٹر سپیرو (Mr Sparrow) اور دوسرے کا نام مسٹر برڈ (Mr Bird) تھا اور یہ مکرم و محترم مولانا مفتی محمد صادق صاحبؓ کی محنت کا پھل تھا۔ ان کے قبولیت اسلام کی اہمیت ان کے نام میں بھی مضمر ہے۔ کیونکہ یہ نام حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خواب کی تعبیر تھی۔ آپؑ نے اپنی ایک رویا میں اپنے آپ کو لندن میں سفید پرندے پکڑتے دیکھا تھا۔ یوں مسٹر سپیرو کے احمدیت قبول کرنے پر آپؑ کی رویا پوری طرح صادق آئی یعنی کہ رنگ بھی سفید اور نام بھی پرندوں والا۔ نومبر 1917ء تک 45 افراد احمدیت قبول کر چکے تھے۔

(ریویو آف ریلیجنز جون 1917ء صفحہ 327)

اگست 1919ء میں چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ دوبارہ انگلستان تشریف لائے اس مرتبہ آپ کے ہمراہ حضرت عبدالرحیم نیر صاحبؓ بھی تھے۔ آپ تو یہاں تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مفتی صاحب کچھ عرصہ لندن میں قیام فرمانے کے بعد 1920ء کے شروع میں امریکہ تشریف لے گئے۔ چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ اور حضرت عبدالرحیم نیرّ صاحبؓ کے زمانہ میں تبلیغ میں بہت ترقی ہوئی اور بہت بیعتیں ہوئیں۔

اور حضرت نیرّ صاحبؓ 15/ اگست 1919ء سے 8/ فروری 1921ء تک انگلستان کے سبزہ زاروں میں سفید پرندے پکڑنے کے بعد اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر 9/ فروری 1921ء کو مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے۔

(نیرّ احمدیت صفحہ 129)

1923ء میں حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ نے افریقہ سے واپس آ کر لندن مشن کا چارج لے لیا۔ 1923ء میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحبؓ نے افریقہ سے واپس آ کر لندن مشن کا چارج لے لیا۔

11/ مئی 1924ء کو جناب ملک غلام فرید صاحب ایم اے لندن آ گئے اور حضرت نیرّ صاحبؓ کے ساتھ مل کر کام شروع کر دیا۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ ابتدائی اسلام لانے والی سعید روحوں میں خواتین کی تعداد مردوں سے زیادہ تھی۔ ہم چونکہ لجنہ اماء اللہ کی صد سالہ جوبلی منا رہے ہیں۔ اس لئے ذیل میں ہم صرف ابتدائی اسلام قبول کرنے والی خواتین کا ہی ذکر کریں گے۔

11/ مئی کو جناب ملک غلام فرید صاحب ایم اے لندن آ گئے اور حضرت نیرّ صاحبؓ کے ساتھ مل کر کام شروع کر دیا۔

احمدیت کی آغوش میں آنے والی سعید روحیں

اگست 1915ء میں حضرت سیال صاحبؓ نے الفضل کو ایک لمبی لسٹ بھجوائی جس میں احمدیت قبول کرنے والے سفید پرندوں کے نام درج تھے۔ مسز حسن روچ نے اپنے خاوند کے ساتھ بیعت کی۔ مسز وائٹ میری کرافسورڈ (سلمیٰ) نے کافی لیکچر سننے کے بعد اور احمدیت کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد احمدیت قبول کی اس کی بیٹی این بھی اس وقت زیر تبلیغ تھی۔ ان کے ساتھ مسز حمیدہ سٹیورڈ اور مسز ایس بشیر کوریو نے بھی بیعت کی۔ مس روچ حسن اپنے خط 31/ اکتوبر 1915ء میں لکھتی ہیں کہ ’’اس نے سیال صاحب کے دیئے ہوئے دو رسالے پڑھے ہیں اور اب وہ قرآن کریم پڑھنے کے لیے تیار ہیں۔‘‘

(الفضل نومبر 1916ء)

ان نئی اسلام قبول کرنے والی خواتین میں سے ایک خاتون۔ جن کا اسلامی نام سلمیٰ رکھا گیا تھا۔ ان کے متعلق (الفضل جون 1916ء) کی اخبار الفضل میں یہ الفاظ لکھے ملتے ہیں۔ ’’بہن سلمیٰ کہ جس نے حال ہی میں احمدیت قبول کی ہے بہت پُر جوش اور باہمت خاتون ثابت ہوئی ہیں اور وہ باقاعدہ تبلیغ کرتی ہیں اور انہوں نے 38 کتابیں بھی تقسیم کی ہیں۔‘‘

6/ ستمبر 1915ء کو حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے۔ پہلی جنگِ عظیم کی وجہ سے آپ کو بہت تکلیف اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے لٹریچر اور خطوط کے ذریعے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔

1917ء میں حضرت قاضی صاحب کے ہاتھوں بھی ایک بیعت ہوئی۔ الفضل قادیان 10 نومبر 1917ء میں لکھا ہے کہ ’’مسز نیلی رالف اور مس ڈورا حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ پر اسلام لائیں مس ڈارو کا اسلامی نام سعیدہ رکھا گیا۔‘‘

حضرت مفتی محمد صادقؓ کے ہاتھ پر بیعت لینے والی انگریز خواتین

4/ دسمبر 1917ء کو حضرت مفتی صاحب نے International Society of Philosophy-Art&Science London

کے تحت ایک لیکچر دیا جس میں Hebrewاورعربی زبان کا موازنہ پیش کیا۔ایک انگریز خاتون جس نے لیکچر سنا تھا نے اس سے متاثر ہو کر ایک نظم انگریزی میں لکھی اس کا نام Mrs. E-Maudling تھا۔جس کا مختصر ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔جس میں وہ کہتی ہیں کہ:

’’میں نے ایک عالمانہ لیکچر سننے کیلئے سفر اختیار کیا۔سفر بے حد تکلیف دہ تھا۔جگہ تلاش کرنے میں بہت دقت ہوئی۔گو میں تھک کر چور ہو چکی تھی۔لیکن جب میں وہاں پہنچی اور ایک شخص کو سبز پگڑی میں دیکھا تو میرا چہرہ کھلکھلا اٹھا اور میں بے ساختہ تالیاں بجانے لگی۔جونہی ہال میں داخل ہوئی تو فضا ہی کچھ اور ہی تھی۔بے شک کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔لیکن علم کی خوراک کا خوب انتظام تھا۔مفتی صاحب بڑے خوبصورت پیرایہ میں عربی اور عبرانی Hebrew زبانوں کا تقابلی جائزہ پیش کر رہے تھے۔آخر میں مقرر کا شکریہ ادا کیا گیا۔اس طرح اس تاریک رات میں جب کہ آسمان پر چاند چمک نہیں رہا تھا صرف ستاروں کے جھرمٹ میں میں نے اپنے مشرقی بھائیوں کو سلام کیا اور واپسی کا سفر اختیار کیا۔

(ریویو آف ریلیجنز 1918ء صفحہ 76-77)

الفضل 14/ اگست 29/ نومبر 10/ نومبر 1917ء میں مندرجہ ذیل انگریز خواتین کے نام درج ہیں جنہوں نے مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی،مسز جارج (مریم)، مس جارج (معصومہ)، مس ملی (مبارکہ)، مسز ڈورس (عائشہ)۔مسز نیٹوتھ (برکت) مس سِل (میمونہ)، مسز کوریو، مسز ای۔ٹی (جمیلہ)، مس کے ریگن (حسیبہ)، مس سی وِک (فاطمہ)، سز برلیلین (مجیدہ) اور مس صالحہ صاحبہ۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے خط سے یہ خوشخبری موصول ہوئی کہ ایک انگریز لیڈی سے ملاقات ہوئی جو اپنے نومسلمان دوستوں کی ملاقات سے بے حد متاثر تھیں۔لمبی گفتگو کے بعد ہر سہ صاحبان احمدی مسلمان ہوئے۔لیڈی کا اسلامی نام فاطمہ رکھا گیا۔

(الفضل 13-15/ جولائی 1918ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے دو لیکچرز ہوئے۔بعد ازاں ایک معزز خاتون جس کا نام لفظ سپرنگ (Spring) کے ہم معنی ہی ’’بہار بیگم‘‘ رکھا گیا۔ایک اور خاتون حضرت مسیح موعودؑ کے ’’نبی اللہ‘‘ ہونے کا تحریری اقرار کر کے داخل مصدقین ہوئیں۔

(الفضل 6/اگست 1918ء)

دو نوجوان لیڈیز نے جن کے نام مس فلاری اور مس ایمنی ہیں، مفتی صاحب کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا۔

(رپورٹ مرسلہ 31/اگست 1918ء)

لندن اور دیگر مقامات میں گزشتہ پندرہ بیس دنوں کے درمیان حضرت مفتی صاحب کی تبلیغ سے 6 انگریز مردوں اور 6 لیڈیز نے اسلام قبول کیا۔لیڈیز کے نام یہ ہیں۔

مسز روچ (حسیبہ)، مس مائرہ (زینب)، مس راتیہ بوزن، (مریم) مس والتھیو (عزیزہ)، مسز یڈال (زینب)، مسز نیشن (صدیقہ) مس ڈی واکر، مس حنفہ واکر اور مس جلڈ ہرسٹ۔

(رپورٹ محمد صادق 28/ اکتوبر 1918ء)

(الفضل قادیان 1918ء)

1919ء میں حضرت عبداللہ قاضی صاحبؓ کے ہاتھ پر بیعت لینے والی انگریز خواتین

لیڈی مسز ایتھل (سکینہ) مس المہ برو (علیمہ) مس انہ وارڈ (زینب) مسز میریولیم (مریم)، مس گورڈن (جمیلہ) مس ٹسکر (سعیدہ) مس نیلی ٹیلر (نور) مس j۔ کارڈن، مس بریل (نُور)، مس پارکر (مریم)، مسز ہنری (مدحت)، مس پیرس (فاطمہ)، مس اولنے (عزیزہ)، مس اولنے (عنایت)، مس این ویرہ (حسیبہ)، مس ڈی مارس (دیانت)، مس پارکر (نُور)، مس ای بسیٹ (ماجدہ)، مسز الیس سائز (عالیہ)، مس گر (امینہ)، مس بساؤتھ (مریم)، مس رزیٹہ ہوبسن (گلاب دی)، مس الیزہ گیبل (امینہ)، مس اولیور (امینہ) مس لیلین (انکو عربی بھی آتی تھی)، مس این ے (عائشہ)، مس ایل ولسن (فاخرہ)، مسز ایس روبرٹ سکاٹ (مجیدہ) اورفرح عبد اللہ۔

دسمبر 1919ء دو ہفتوں کے دوران چودہ انگریز احمدیت کی آغوش میں اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان تھا کہ دسمبر 1919ء کے اواخر میں صرف دو ہفتوں کے دوران 14 انگریز احمدیت میں داخل ہوئے۔

(رپورٹ قاضی محمد عبداللہ صاحب 19/ فروری 1919ء)

(نیر احمدیت صفحہ 102-103)

ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مس لینا بلیا (آمنہ)، مسز جینی نگی (حمیدہ)، مس ایڈتھ شارٹ (فاطمہ)، مسز الیزاہربرٹ کرپس (سلیمہ)، مسز ایمی ریمنڈ (خدیجہ)، مسز میری جین لیسلر (فاطمہ)، مسز لیلہ سلیک (آمنہ)، مس کیتلین پیرسن (مریم)، مس آلولی ڈبلیو گیل (سعیدہ)، مس کانس ڈیویس (امینہ)، مس کاتلین پرسن (زینب)، مسز ایڈتھ ڈینمور (عائی حضرت مفتی صاحب کچھ عرصہ لندن میں قیام فرمانے کے بعد 1920ء کے شروع میں امریکہ تشریف لے گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ، دوبارہ حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ کے ساتھ 6/ اگست 1919ء کو لندن پہنچے۔

1920ء میں ہونے والی بیعتیں

1920ء کے آغاز میں دو مبلغین حضرت فتح محمد سیالؓ اور حضرت نیّر احمد صاحبؓ نے جگہ جگہ تبلیغی لیکچر بھی دیئے اور رابطے بھی کئے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ہفتے میں حضرت فتح محمد صاحب سیال صاحب کو تین پھل عطا کئے ان کی تفصیل حاضر ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

1۔مسز اوبل ودے اور اسلامی نام صالحہ ہے، 3 . مس مارجر ایلس مارگن، اسلامی نام صالحہ، مس مارجر ایلس 3۔مسز ہیٹی ٹامس اسلامی نام سائرہ۔

(الفضل 1920ء)

مسز گورڈوڈ باٹملے آٹھ ماہ زیر تبلیغ رہنے اور احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد 20/ اپریل 1920ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں داخل ہوئیں۔موصوفہ کا اسلامی نام حمیدہ رکھا گیا۔

(نیر احمدیت صفحہ 103-104)

1923ء میں احمدیت کی آغوش میں آنے والی سعید روحوں کی سرگرمیاں

شروع میں اگرچہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم نہ تھی۔مگر احمدیت کی آغوش میں آنے والی یہ سعید روحیں مبلغین سلسلہ کی ہدایات پر عمل درآمد کر رہی تھیں 1922ء میں قادیان میں لجنہ کی تنظیم قائم ہونے کے بعد انہی مبلّغین کی رہنمائی میں وہ سارے کام سرانجام دینے لگیں جیسے کہ قادیان میں لجنہ کی تنظیم قائم ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایات کی روشنی میں انجام پذیر ہو رہے تھے۔گویا کہ ایک لحاظ سے لجنہ کی تنظیم شروع ہو چکی تھی اور یہ سارے صفحات لجنہ لندن کی ابتدائی مساعی کے آئینہ دار ہیں۔نظامِ جماعت اور یہاں بسنے والے چند گھرانوں کے ذریعہ وہ سارے کام ہو رہے تھے جو بعد میں منظم طریق سے انجام پانے لگے اور انکی رپورٹیں بھی قلمبند کی جانے لگیں۔مثلاً تعلیم و تربیت، مال، ضیافت، خدمتِ خلق، تبلیغ وغیرہ۔

لیکن گاہے بگاہے رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ کام جو منظم طور پر لجنہ اماء اللہ قادیان اور پھر ربوہ میں ہو رہے تھے۔وہ یہاں لندن میں لجنہ کی تنظیم قائم ہونے کے بغیر ہو رہے تھے مثلاً جلسے، تعلیمی کلاسز، بچوں کے مقابلہ جات، تبلیغی سرگرمیاں، ہر قسم کے چندہ جات میں حصہ لینا۔جوبلی فنڈ جمع کیا۔یہاں تک کہ جب نئے احمدی ہونے والی فہرستوں پر نظر ڈالتے ہیں تو احمدیت کی آغوش میں آنے والی بھی زیادہ تر خواتین ہی ہیں ذیل میں چند جھلکیاں ان پروگراموں کی دی جا رہی ہیں۔1925ء میں مسجد کی کھدائی میں حصہ لینے والی امۃ السلام بھی تھیں۔

ہفتہ وار تربیتی پروگرام

انگلستان

اتوار کے دن ایک مستقل تربیتی وتعلیمی پروگرام ہوتا جس میں باقاعدہ جلسہ کا اہتمام کیا جاتا۔یہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول تھے اور کثیر تعداد میں لوگ ان پروگراموں میں شمولیت کرتے۔

(نیر احمدیت صفحہ 102)

نو مبائعین کا اخلاص اور جوش تبلیغ

حضرت نیر صاحب رقم طراز ہیں کہ:

مسز نجمہ بیرو کی تحریک سے مسز پورٹر نامی ایک معمر خاتون اسلام کی آغوش میں آئیں اور اب مسز پورٹر اپنے زیر اثر لوگوں کو برابر یہاں بھیجتی ہیں۔فاطمہ کیتلین احمدیت کا پیغام ہر موقع پر پہنچانے کی شائق ہے اور باوجود غربت کے نہایت مخلص آنریری مبلغ ہے۔یہ لڑکی وائی۔ایم۔سی۔اے میں عارضی کام کرنے کے لئے گئی تھی۔وہاں انہوں نے کہا تم بطور ایک مسیحی لڑکی کے خوب کام کرو گی۔فاطمہ نے جواب دیا۔میں دیانت سے کام کروں گی مگر میں مسیحی نہیں، میں مسلمان ہوں۔

(نیر احمدیت صفحہ 103-104)

انگریز احمدی بچوں کا دن

مؤرخہ 4/ جنوری 1920ء کو برٹش احمدیہ ٹرسٹ کمیٹی کے زیر اہتمام احمدی بچوں کیلئے بچوں کا دن منعقد ہوا جس میں والدین بھی مدعو تھے۔ننھے

مُنّے احمدی انگریز بچوں نے قرآن کریم کی سورۃ نحل سے چند منتخب آیات زبانی حفظ کر کے اجلاس میں تلاوت کیں۔ بعد ازاں انعامات تقسیم کئے گئے نیز جملہ حاضرین کی چائے کیک اور مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس تقریب کے تمام اخراجات بھی مقامی چندہ سے پورے کئے گئے۔ اس تقریب میں انعامات پانے والے بچوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

1.سعیدہ فیتھ 2.فاطمہ فیتھ 3.ربیکا فیتھ 4.فہمیدہ فیتھ 5.فرید کار 6.وحید کار 7.لیلیٰ کار 8.فاطمہ کار 9.ایڈی خان 10.اے۔ایچ۔خان 11.ڈی محمد 12.بشیر باٹملے

(نیّر احمدیت صفحہ 107-108)

مکرم محمد سلمان فیتھ کے سارے گھرانے کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔ یہ گھرانہ 5افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے تین بچے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں۔

گھر کا ماحول خالصتاً دینی تھا۔ جہاں ہر وقت قال اللہ اور قال الرسول کی باتیں ہوتی رہتیں اور ساری دنیا میں دعوت الی اللہ کا پیغام پہنچانے کے معاملات زیر بحث رہتے۔ جس کے باعث ننھی بچیاں بھی احمدیت کی تعلیم سے منور تھیں۔ ان کی ایک بچی ربیکا فیتھ سعیدہ کے بارے میں حضرت نیّر صاحبؓ نے حسب ذیل واقعہ تحریر فرمایا۔

ہماری ننھی ربیکا بہت ذہین بچی ہے۔ خوب سمجھدار ہے چشم بد دور ہوشیار بھولی اور بہت پیاری لڑکی ہے۔۔ اس بچی نے ایک دن اپنی استانی سے سوال کیا۔

آپ صرف یسوع کی نسبت باتیں کرتی ہیں آپ کیوں نہیں محمدؐ اور احمد (علیہ السلام) کا فکر کرتیں۔ (اس پر اُستانی نے حیرت سے کہا) ربیکا! تم نے کیا کہا۔ میں سمجھی نہیں۔ اس کے بعد بچی خاموش رہی مگر اس ننھے قلب کے اندر کیا ہے؟ اس چھوٹے سفید پرندے کو مسیح موعودؑ نے کس طرح پکڑا ہے۔ ان کا جواب ننھی سعیدہ کا سوال ہے۔

(الحکم 31/ جنوری 1906ء)

ان خواتین میں دین کا علم حاصل کرنے کی ایک لگن تھی۔ علمی قابلیت بڑھانے کا بہتر ذریعہ خطوط سے رابطہ کا تھا۔ مبلغین کرام اپنی رپوٹوں میں اکثر اوقات ان خطوط کا ذکر کرتے تھے۔ جماعت کے رسالوں اور اخبارات میں یہ خطوط شائع بھی ہو جاتے تھے۔ عاجزہ نے لائبریری میں جاکر کچھ خطوط جمع کئے تھے۔ نمونہ کے لئے چند خطوط اس مضمون میں شامل کر رہی ہوں۔

خطوط از نو مبائعین

1913ء میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ انگلستان تشریف لائے۔ اس کے بعد سے جو پھل حاصل ہونے شروع ہوئے ان کے دستاویزی ثبوت کے طور پر ان میں سے پہلی خاتون کا ذکر اس مندرجہ ذیل خط سے ملتا ہے جس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

چوہدری فتح محمد سیال صاحب کے زمانہ میں بیعت کرنے والی انگریز احمدی خواتین کے خطوط

ایک انگریز احمدی خاتون کا خط

ہمارے رسالے کے پڑھنے والی بیبیاں یہ سن کر بہت خوش ہوں گی کہ انگلستان میں احمدی سلسلہ بڑھ رہا ہے۔ اس وقت تک اس سلسلہ میں تین بیبیاں شریک ہو چکی ہیں اور حُسن ظن رکھتی ہیں۔ ولایت کی احمدی خواتین میں سے ایک نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور جو خط لکھا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ اس سے معلوم ہو گا کہ کیسے نیک اور پاک خیالات اس معزز بی بی کے ہیں۔ میں اس رسالہ کے ذریعہ تمام احمدی بہنوں کو ان کا سلام پہنچاتا ہوں اور وہ خط یہ ہے:

’’حضور والا! میں اس خوشی کا کس طرح اظہار کروں جو مجھے یہ بات معلوم کر کے محسوس ہوئی ہے کہ حضور نے مجھے احمدی جماعت میں شامل ہونے کے قابل سمجھا۔ حضور میں سچی مسلمان بننا چاہتی ہوں اور ایسی ہونا چاہتی ہوں کہ حضور کی غلامی میں داخل ہو کر میں حضور اور تمام احمدی بھائی بہنوں کی خوشی کا موجب بنوں۔ میں ان لوگوں سے دور ہوں جو میرے دل کے بہت قریب ہیں۔ میرے خیالات اکثر قادیان کی طرف رہتے ہیں۔ میرے لئے حضور دردِ دل سے دعا کریں اور میرے تمام احمدی بھائی بہنوں کو میرا اسلام پہنچا دیں۔‘‘

(رسالہ احمدی خاتون جلد 3/ دسمبر 1915ء صفحہ 16)

پہلے مبلغ چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کے زمانہ میں بیعت کرنے والی انگلش احمدی خواتین کے خطوط بنام صوفی غلام محمد صاحب بی اے۔ مبلغ احمدیت ماریشس۔ یہ خطوط انگلش میں تھے اور ان کا ترجمہ اخبار الفضل 1916ء قادیان، جلد 55 صفحہ 7 تا 8 میں ’’لندن سے احمدی انگلش عورتوں کے خطوط‘‘ کے حوالہ سے شائع ہوا۔ خطوط مرسلہ خاتون حمیدہ از ووکنگ، جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ’’احمدی ہونے والی پہلی لڑکی ہیں۔‘‘

پہلا خط- ووکنگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اخی المکرم فی الدین۔ آپ کے شفقت آمیز اور مبارک نامہ کی میں بہت ہی شکر گزار ہوں۔ آپ کے خط کے ملنے سے مجھے بہت دلی خوشی پہنچتی ہے۔ مجھے یہ سن کر بے حد افسوس ہوا کہ مسجد ووکنگ کے لوگوں نے مسیح موعودؑ کی تعلیم سے بالکل قطع تعلق کر لیا ہے۔ یہ مجھے پہلے ہی صاف نظر آ رہا تھا۔ جب میں مسجد جاتی تھی تو وہ میرے آنے کو برا سمجھتے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ میں جلدی ہی اس جگہ سے باہر نکل جاؤں۔) دراصل میں نے اسلام کا علم ان مختلف کتابوں سے حاصل کیا ہے جو آپ نے براہ مہربانی مجھے مختلف اوقات میں بھیجی ہیں۔ میں قران شریف کی قرأت یعنی پڑھنا سیکھنے سے مایوس نہیں ہوں۔ اگر منشی (منشی سے مراد نور احمد ملازم خواجہ صاحب ہے) جس نے مجھے قرآن پڑھانے سے انکار کر دیا ہے پڑھاتا رہتا تو میں، کافی قابلیت حاصل کر لیتی۔ لیکن کوئی پرواہ نہیں، ان شاء اللہ آخر کار سب ٹھیک ہو جائے گا۔

دوسرا خط - ووکنگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہم کو گرجے کی تعلیم میں تربیت دی گئی تھی اور ہمارا باپ گرجے کا بہت حامی تھا میں بھی بہت مدت تک گرجا میں جاتی رہی اور تمام تعلیم جو پادری اور استاد دیتے تھے، سنتی تھی۔ مگر میرا دل کبھی بھی اس کے ساتھ تسلّی نہیں پکڑتا تھا کہ ایک میں تین خدا کیسے درست اعتقاد ہو سکتا ہے۔ میں نے سارا عہد جدید پڑھا ہے۔ مجھے کہیں ایسا فقرہ نہیں ملا جس میں یسوع مسیح نے اپنے تیئں خدا کہا ہو۔ میں نے اپنے آپ سے کئی دفعہ سوال کیا ہے کہ آیا یسوع مسیح خدا ہے؟ لیکن یہی جواب ملا کہ یسوع مسیح صرف نبی اللہ ہے۔ وہ خدا ہرگز نہیں ہے۔ اس وقت مجھے اسلام کی بالکل خبر نہ تھی۔ ویسے میں مسجد کو مدت سے جانتی تھی۔۔ جب میں 16برس کی ہوئی تو مسجد میں چند اشخاص آئے جن کو آپ خوب جانتے ہیں۔ میں بطور تماشہ وعظ سننے گئی۔ وہاں مسٹر سیال لیکچر دے رہے تھے۔ لیکچر بہت دلچسپ تھا اور یہ میرا وہاں آخری جانا نہ تھا بلکہ میں ہر ہفتہ جاتی اور وعظ سے محظوظ ہوتی، اور ہمیشہ شوق لگا رہتا تھا کہ کب اتوار آوے اور میں وعظ سننے جاؤں۔

پھر مجھے مطالعہ کے لئے کتب دی گئیں جو میں نے بغور مطالعہ کیں اور جب میں نے سمجھ لیا کہ اسلام کے متعلق مجھے خوب واقفیت ہو گئی ہے۔ میں نے مسجد میں جاکر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور میرا خیال ہے کہ ووکنگ کی لڑکیوں میں سے سب سے پہلے میں مسلمان ہوئی ہوں۔ میرے والد مجھے دیکھنے کے لئے کہ یہ کیسے لوگوں میں جاکر بیٹھتی ہے۔ مسجد میں گئے اور وہاں کے وعظ کو سن کر مسلمان ہو گئے۔ میں آپ سے عرض کرتی ہوں کہ میرے لئے دعا کریں کہ میں اس صداقت کو اپنے بہت سے دوستوں کے سامنے پیش کر سکوں۔

(اخبار الفضل 1916ء جلد 55 صفحہ 7-8)

خطوط- مرسلہ خاتون سلمٰی از ساؤتھ سی

پہلا خط

اخی المحب فی اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

’’آپ کا بہت ہی مبارک خط مکتوبہ 4 / مئی 1916ء بمع ’’ذیشان‘‘ رسالہ میرے پاس پہنچا۔ ان ہر دو کے لیے میں آپ کی بہت ہی ممنون ہوں۔ یہ کہنا نہ ممکن ہے کہ میں ان سے کتنی محظوظ ہوتی ہوں اور ان کے بار بار پڑھنے سے کتنی اور محظوظ ہوں گی۔ جہاں تک مجھ سے ممکن ہے میں اس کی تعلیم میں بہت ہی کوشاں ہوں۔ مگر میری معلومات محدود ہیں۔ بہت دفعہ میرا دل مغموم ہو جاتا ہے کہ کیوں میں قرآن شریف کی تعلیم، احادیث، قوانین اسلام اور کتب مسیح موعودؑ کے مطالعہ میں زیادہ وقت نہیں دے سکتی۔ میں اکثر سوچتی ہوں کہ اصلی اسلامی گھر میں زندگی بسر کرنا کیسا اعلیٰ ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ اسلامی زندگی زمین پر جنت نظیر ہو گی۔ براہ مہربانی میری نیک تمنّائیں، دعائیں اور سلام ماریشیس کے تمام احمدیوں کو پہنچا دیں۔‘‘

دوسرا خط

’’میں اکثر اپنے تیئں اکیلی محسوس کرتی ہوں کیونکہ اپنے دینی بھائی بہنوں سے بہت دور ہوں۔ وہ دعا جو آپ نے مجھے پڑھنے کے لئے بھیجی ہے۔ میں اس کی بہت شکر گزار ہوں۔ جب میرا دل غم سے مکدر ہوتا ہے تو میں اسے پڑھتی ہوں۔ جب تک میں مختلف حروف کا تلفظ نہ سیکھ لوں، میری حالت بالکل اس بچے کی سی ہے جو کہ غلط الفاظ بولنا شروع کرتا ہے اور اس کو درست کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفہ اوّلؓ اور موجودہ امام، خلیفہ ثانیؓ تینوں کے فوٹو میرے پاس ہیں۔ میں کس طرح بتاؤں کہ مجھے ان سے کتنی محبت ہے۔ الحمد للہ۔ یقین کیجئے کہ میں ضرور دعائیں کرتی رہوں گی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو روحانیت میں روز افزوں ترقی عطا

فرمائے۔ضرور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اشاعت اسلام کے لئے پوری آزادی عطا فرماوے۔اسلام سے میری زندگی موجزن ہے اور میں چاہتی ہوں کہ وہ دوسروں تک پہنچاؤں۔احمدی احباب ماریشیس کو میرے محبت بھرے جذبات اور سلام پہنچا دیں۔‘‘

حضرت عبدالرحیم نیّر صاحب کے زمانہ میں احمدی ہونے والی چند نومسلم احمدی خواتین کے اخلاص نامے

حضرت نیّر صاحب اپنی ایک رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

ہفتہ رواں میں جن احمدی نومسلم خواتین کے خطوط ملے یا ملاقات ہوئی ان کی طرف سے دنیا کے احمدیوں کی طرف مفصلہ ذیل پیغامات ہیں۔

1۔مس سلمہ نے اپنے خط میں لکھا کہ آکسفورڈ میں بہت مصروف ہوں مگر میرے احمدی احباب دین کے لئے تکالیف اٹھانے اور ثبات قدم رکھنے کے باعث میرے دل کی آنکھ کے سامنے رہتے ہیں میرا سب کو سلام پہنچا دیں۔

(نیّر احمدیت صفحہ 97)

حمیدہ باٹملے کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بیعت کا خط (ساؤتھ سی)

نومسلمہ حمیدہ باٹملے حضورؓ کی خدمت اقدس میں تحریر کرتی ہیں:

حضرت اقدس!میں یہ عریضہ نیاز حضور میں اس لئے لکھ رہی ہوں کہ حضور میری درخواست بیعت منظور فرما کر مجھے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی عزت بخشیں۔

میں احمدیت کی تعلیم میں اس وقت سے دلچسپی لے رہی ہوں جب سے کہ (وکٹوریہ اسٹیشن پر شاہ ایران کی آمد کے موقع پر) میں نے مسٹر نیّر سے ”صداقت کی طرف دعوت“ نام رسالہ لیا اور پھر اس کا مطالعہ کرکے اسے اپنے میاں کو بھیج دیا۔میرا میاں اس رسالہ کے مطالعہ سے بہت خوش ہوا اور اس نے فوراً مسٹر نیّر سے خط وکتابت شروع کردی اور سچا احمدی ہوگیا۔میں بھی صدق دل سے وہی کروں گی جو تمام سچے اور مخلص احمدی کرتے ہیں۔مجھے اُمید ہے کہ حضور مجھے سلسلہ احمدیہ میں ایک خادمہ کے طور پر شامل فرمائیں گے اور دعا فرمائیں گے کہ میں اس اچھے کام میں شامل ہوسکوں جو مسٹر سیال اور مسٹر نیّر یہاں کر رہے ہیں۔

میں حضور کی وفادار خادمہ

گرٹر لیٹیا حمیدہ باٹملے

(الفضل 30؍جون 1921ء صفحہ 5)

ایک نومسلم احمدی خاتون کا اخلاص

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ بتاریخ 10؍جون 1920ء میں رقمطراز ہیں۔

ہماری معزز اور مخلص بہن مس امۃ اللہ کاکس (Amtullah Cox) یہ خاتون برابر اپنا چندہ دینے اور ہمیشہ علم کو بڑھانے کی کوشش کرتی ہے۔بہت نیک دل ہے۔جب اس نے ریویو آف ریلیجنز میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی اپیل متعلق چندہ لندن مسجد پر ایک بچے کے اپنی تمام پونجی کو اللہ کے راستہ میں دینے کا وعدہ پڑھا اور مولوی ابوالہاشم خان کے دلچسپ مضمون کا مطالعہ کیا تو اس کے قلب پر بہت اثر ہوا اور وہ دار التبلیغ میں آکر مبلغین سے اس طرح ہمکلام ہوئی:

Send these five shilling to His Holiness for handing over to the boy who gave all his savings with the London Mosque Fund. Let him know that an Ahmadi sister miles away appreciates his action.

یہ پانچ شلنگ حضرت اقدس کی خدمت میں بھیج دیں تا حضور یہ رقم اس لڑکے کو دے دیں جس نے اپنی تمام پونجی لندن مسجد کے چندہ میں دے دی۔تا اس لڑکے کو علم ہو کہ میلوں کے فاصلے پر ایک احمدی بہن اس کی اس نیکی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

(نیّر احمدیت صفحہ 123-124)

ایک انگریز خاتون کا جوش تبلیغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

”میں آپ کی اطلاع کے لئے لکھتی ہوں کہ دو ہفتہ ہوئے ایک لیڈی جو ایک عرب کی بیوی ہے میرے پاس آئی اور کہا کہ مجھے اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرو۔میں نے اسے اور کتابیں پڑھنے کے لئے دیں اور بعض مسائل زبانی تشریح کے سمجھائے۔وہ ایک عرصہ سے برابر میرے پاس آتی رہی اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں مصروف رہی ہے اور آخر آج اس نے سچے دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کیا اور بیعت فارم پر دستخط کر دیئے ہیں۔

مسز عائشہ نور

(نیّر احمدیت صفحہ 127)

نومسلمہ میبل ایمی صفیہ کا اخلاص نامہ

موصوفہ حضرت نیّر صاحبؓ کے نام تحریر کرتی ہیں:

میں مطالعہ میں مصروف ہوں اور مذہبی معلومات میں ترقی کر رہی ہوں۔میں نے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے مگر اچھی طرح نماز پڑھنے کے لئے بہت کچھ سیکھنا ہے۔

پیارے بھائی میں محسوس کرتی ہوں کہ اپنی تبدیلی مذہب کے وقت سے گویا نئی دنیا میں ہوں۔لاریب اسلام بہترین مذہب ہے اور میں اللہ کی مدد کے ساتھ ایمان کو جان کے ساتھ رکھوں گی اور اپنے لڑکے کی بھی اسی دین وطریق کے مطابق تربیت کروں گی۔

آپ کی دینی بہن

میبل ایمی صفیہ

(نیّر احمدیت صفحہ 129)

ان خطوط کو پڑھ کر اس وقت کے مبلغین کی مساعی اور سعید روحوں کے جذبہ ایمانی کو جان کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔

بقیہ: ریاض احمد زاہد مرحوم ...... از صفحہ 16

کے جملہ اجتماعات میں شریک ہوتے اور خدام واطفال کی تربیت کا کام سرانجام دیتے۔ان کی فطرت میں ایک خوبصورت پہلو یہ تھا کہ وہ ہر عمر کے بچے اور بڑے کے ساتھ خوب نباہ کر لیتے تھے اور ان کے مزاج کے مطابق ہی ان سے بات چیت کرتے۔بزرگوں کا احترام اور بچوں سے شفقت کا سلوک ان کا نمایاں کردار تھا جس کی وجہ سے وہ ہر کسی کے دل کے قریب تھے۔

سالانہ افطار ڈنر

جماعت احمدیہ امریکہ ہر سال مختلف مقامات پر سالانہ افطار ڈنر کا اہتمام کرتی ہے۔جس میں احمدیوں کے علاوہ غیرازجماعت معززین کو بھی دعوت دی جاتی ہے۔ہماری جماعت میں یہ پروگرام باقاعدگی کے ساتھ منعقد کیا جاتا ہے۔اس پروگرام کے انعقاد میں مکرم ریاض احمد صاحب کا کردار بہت کلیدی ہوتا تھا۔جو کمال مہارت اور خوش اسلوبی سے اس کو سرانجام دیا کرتے تھے۔

غرباء اور مستحقین کی دادرسی

موصوف کا ایک وصف یہ بھی تھا کہ وہ اپنے ماحول میں کسی بھی ضرورت مند کا سنتے، فوری طور پر ان کے پاس جا کر حسب استطاعت خدمت کرتے۔

نومبائع دوست کی دستگیری

ہماری جماعت میں ایک نومبائع، میکسیکن دوست جو کہ خاصے بیمار تھے۔دیگر متفرق عوارض کے علاوہ ان کے گردے بھی ناکارہ ہوچکے تھے جس کی وجہ سے ان کے ڈائیلیسز ہوتے تھے۔مکرم ریاض صاحب باقاعدگی کے ساتھ ان کے لئے کھانے کا اہتمام کرتے۔نیز ان کی مالی ضروریات کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔

انفاق فی سبیل اللہ

مرحوم ریاض صاحب مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ہر تحریک پر لبیک کہتے اور فوری ادائیگی کے لئے کوشش کرتے۔نظام وصیت میں شامل تھے۔ان کے جملہ حسابات ہمیشہ ہی صاف وشفاف ہوتے۔

نظم خوانی

اللہ تعالیٰ نے انہیں لحن داؤدی سے نوازا تھا۔امریکہ میں جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر بڑی خوش الحانی سے نظمیں پڑھا کرتے تھے۔

التماس دعا

آخر میں، میں عزیزہ فرحت زاہد صاحبہ، اہلیہ مکرم ریاض احمد زاہد صاحب مرحوم کے لئے دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔جنہوں نے کینسر جیسی موذی اور اذیت ناک طویل علالت میں شب وروز مرحوم ریاض احمد صاحب کی دیکھ بھال کی۔اپنے آرام اور سکون کو ان کے لئے قربان کیا۔انہوں نے ہر ممکن کوشش کی، بہر حال اللہ کی رضا غالب آئی۔اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور بقیہ حیات میں ان کا حامی وناصر ہو۔آمین

باتیں تو بہت سی لکھی جاسکتی ہیں طوالت کے پیش نظر حضرت مولانا سعدیؒ کے اس خوبصورت اور پُرحکمت شعر پر درخواست دعا کے ساتھ اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔یار زندہ صحبت باقی۔

خیری کن ای فلان وغنیمت شمار عمر زآن پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

ترجمہ:اے شخص اپنی اس عمر کو غنیمت سمجھ کر بھلائی کر، اس سے پہلے کہ آواز آئے کہ آج فلاں نہیں رہا۔

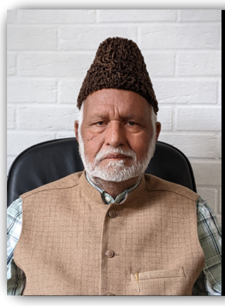

منور احمد خورشید۔ مربی سلسلہ انگلستان

ریاض احمد زاہد مرحوم

میرے ایک عزیز مکرم ریاض احمد زاہد صاحب آف چک سکندر ضلع گجرات نے زندگی کی باسٹھ بہاریں دیکھیں۔منزل آ گئی اور پھر دار آخرت میں جا بسے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

موت وحیات کا سفر روز ازل سے رواں دواں ہے۔ ہماری زندگی کی گاڑی تیز رفتاری سے چلتی جارہی ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی منزل پر اتر جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کئی نئے مسافر اس میں سوار ہوتے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ایک بزرگ جو اپنی کھیتی کو باڑ لگا رہا تھا۔اسے ایک راہگیر نے پوچھا۔ بزرگو! یہ باڑی (کھیتی) آپ کی ہے؟ اس بابے نے کہا۔ یہ باڑی میری نہیں ہے۔ اب باری میری ہے۔یعنی یہ پہلے میرے دادے کی تھی۔ وہ مر گیا۔ زمین ادھر ہی رہ گئی۔اس کے بعد میرا باپ کہتا رہا۔ یہ کھیتی میری ہے میری ہے۔ پھر وہ بھی اللہ کو پیارا ہوگیا۔زمین ادھر ہی رہی۔ اس لئے اب میری باری ہے۔

موصوف میرے پھوپھو زاد بھائی تھے۔ان کے والد محترم کا اسم گرامی صوفی عنایت اللہ صاحب تھے جو پاکستان نیوی میں ملازم تھے۔آپ کے دادا جان اپنے دور کے قدرے پڑھے لکھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ان کو بھی پاکستان آرمی میں خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ بعد از ریٹائرمنٹ بھی اپنے علاقہ میں سرکاری محکمہ جات میں خدمت کی توفیق ملی جس کی وجہ سے باؤ عبد اللہ کے نام سے معروف تھے۔

ننہال کی طرف سے مرحوم حضرت منشی عبدالکریمؓ (آف فتح پور ضلع گجرات) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔

حضرت منشی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چار بچوں سے نوازا۔ دو بیٹے، جن میں میرے والد محترم مکرم بشارت احمد صاحب اور دوسرے مکرم منظور احمد شاد صاحب۔ بیٹیوں میں سے ایک محترمہ سلام بی بی اہلیہ چوہدری حسن محمد وڑائچ آف چکریاں ضلع گجرات اور دوسری صاحبزادی سکینہ بی بی صاحبہ (والدہ ریاض احمد زاہد صاحب) اہلیہ صوفی عنایت اللہ صاحب آف چک سکندر تھیں۔

چک سکندر کا تعارف

یہ ایک گاؤں ہے جو کھاریاں سے چند میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہاں پر اللہ کے فضل سے ایک بڑی اور معروف جماعت ہے۔اس گاؤں میں شجر احمدیت کی تخم ریزی مکرم حافظ احمد دین صاحب،صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی۔

کھاریاں ضلع گجرات کی ایک تحصیل ہے۔کھاریاں اور اس کے مضافات میں کافی جماعتیں ہیں۔ کھاریاں اور جہلم کے علاقہ میں زیادہ تر جماعتیں اس وقت وجود میں آئیں، جب کرم دین بھیں والے کی جانب سے آپ علیہ السلام کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔اس سلسلہ میں آپ جہلم تشریف لائے تھے۔ جہاں پر آپ علیہ السلام کے دور حیات میں سب سے زیادہ بیعتیں ہوئی تھیں۔

چک سکندر جماعت سے خدمت دین کی توفیق پانے والے چند نمایاں خوش نصیب

چک سکندر کی جماعت کو اللہ کے فضل سے بہت سے میدانوں میں خدمت کی توفیق ملی ہے۔

- مکرم مولانا عبدالخالق مربی سلسلہ
- مکرم محمود احمد ثاقب مربی سلسلہ
- مکرم عطاء العلیم مربی سلسلہ
- مکرم رفیع احمد مربی سلسلہ

کافی دوستوں کو بطور معلم بھی خدمت کی توفیق ملی ہے۔

چک سکندر ایک عالمی منظر نامہ پر

ہر چیز کی شہرت کے پس پردہ کسی اچھے یا برے پہلو کا ہاتھ پوشیدہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی شہرت اکناف عالم میں پھیل جاتی ہے۔ چک سکندر بھی ایک عام سا،غیر معروف دیہہ تھا۔لیکن اس میں چند ظالم اور سفاک درندوں نے مذہب کے نام پر ایک ایسی ظلم وستم کی خون آلود داستان رقم کی جس نے اس دیہہ کو شہرہ آفاق بنادیا۔

یہ ایک پُرامن دیہہ تھا۔جس میں صدیوں سے لوگ باہم شیروشکر زندگی بسر کررہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک صدی سے احمدی اور غیر احمدی احباب ایک ہی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے خود بھی کئی بار وہاں نماز ادا کی ہے۔ پہلے احمدی نماز ادا کر لیتے تھے، بعد ازاں دوسرے فرقہ کے لوگ اپنی نمازیں ادا کرلیا کرتے تھے۔

فتنہ وفساد کا آغاز

ملک بھر میں ملاں اور ان کے چیلوں نے طوفان بدتمیزی برپا کرنا شروع کر دیا۔جس کی تند وتیز زہریلی ہوائیں یہاں بھی پہنچنا شروع ہو گئیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اپنے، غیر اور بیگانے بننا شروع ہوگئے۔ پھر آہستہ آہستہ نفرت و عداوت کی چنگاری نے خوفناک شعلہ کی صورت اختیار کرلی۔جس نے پیار، محبت، اخوت اور انسانیت کے سب مقدس رشتوں کو پامال کر دیا۔

- پھر ایک روز اس شیطان صفت گروہ نے باقاعدہ شیطانی منصوبہ تیار کیا اور یہ عہد کیا کہ اب ہم اپنے گاؤں میں کسی احمدی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ فرعونی طریق کے مطابق ہم اپنے شہر کو ان کے وجود سے پاک کردیں گے۔حسب پروگرام انہوں نے احمدی گھرانوں کو نذر آتش کرنا شروع کر دیا۔اسلام کے ٹھیکیداروں نے احمدی گھرانوں سے قیمتی سامان مال غنیمت جان کر لوٹ لیا اور پھر اس کو شیر مادر کی طرح حلال جان کر اپنے گھروں کی زینت بنا لیا۔
- ستر سے زائد مکانات جلا کر خاکستر کر دئے گئے۔
- بے شمار جانوروں کو بھی نذر آتش کر دیا گیا۔

- سب احمدیوں کو اپنے ہی گاؤں سے دربدر کر دیا گیا۔
- مظلوم احمدیوں کی داد رسی کرنے کی بجائے انہیں پس زنداں کر دیا گیا۔
- احمدیوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔
- مظلوم احمدیوں پر آتشین حملہ کیا گیا۔اس خون کی ہولی میں تین احمدی جان کی بازی ہار گئے، جبکہ چند مرد اور خواتین زخمی بھی ہوئے۔

سب کچھ ارباب اختیار کی ناک تلے ہوا۔ بلکہ ان کے ایماء پر ہی ہوا۔صوبہ بھر کی انتظامیہ اس ظالمانہ کھیل پر اپنی سیاست چمکانے کی تگ ودو میں مصروف کار رہی۔

جان ومال وآبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

چک سکندر کی زمین نے اللہ کی راہ میں بہنے والا، ان معصوم احمدیوں کا خون چکھا۔ رنگ لائے گا شہیدوں کا خون۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

جام شہادت نوش کرنے والے خوش نصیب

- مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب
- مکرم نذیر احمد ساقی صاحب
- عزیزہ نبیلہ مشتاق صاحبہ (بعمر آٹھ سال)

اس دلخراش واقعہ کی چشم دید گواہ عزیزہ سائرہ نزہت بتاتی ہیں:

جن دنوں یہ دلخراش واقعہ پیش آیا۔ان دنوں میں اور میرا بھائی طاہر احمد والدہ صاحبہ کے ہمراہ کراچی سے اپنے عزیزان کو ملنے چک سکندر آئے ہوئے تھے۔ ہم دونوں بہن بھائی ابھی بہت کمسن تھے۔ اس روز ہم سب لوگ ایک بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک گولی دیوار چیرتی ہوئی ہمارے سر کے اوپر سے گزر گئی۔ برادرم ریاض احمد صاحب نے فوراً ہمارے سروں پر اپنے ہاتھوں سے سایہ کر دیا۔ہمیں نیچے بیٹھنے کو کہا۔جلد ہمیں ایک جانب چھوٹے سے کمرے میں لے گئے۔اس کے بعد ملحقہ سیڑھیوں پر لے گئے جو کہ مسقّف تھیں۔ ہم وہاں سیڑھیوں پر کافی دیر تک سہمے بیٹھے رہے۔ گاؤں میں شور وغل تھا اور بندوقیں چلنے کی خوفناک آوازیں آرہی تھیں۔ کچھ دیر بعد ایک ہمسائی غیر احمدی نیک دل خاتون ہمیں اپنے گھر لے گئی اور اس نے ہمیں اپنے گھر میں ایک سٹور میں لے جا کر چھپا دیا۔ ہم کئی گھنٹے تک وہاں دبک کر بیٹھے رہے۔ پھر رات کی تاریکی میں اس عورت نے ہمیں وہاں سے نکال کر گاؤں سے بہت دور ایک مقام تک پہنچایا۔جس کے بعد ہم اپنے گاؤں فتح پور پہنچے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 21/جولائی 1989ء میں چک سکندر کے اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

احمدی شہداء کا خون ضائع ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے کا ظالموں سے حساب لیا جائے گا اور اس کا ایک ایک قطرہ جماعت احمدیہ کے لئے نئی بہاریں لے کر آئے گا اور نئے چمن کھلائے گا اور نئی بستیوں کی آبیاری کرے گا اور تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کی نشوونما کے لئے یہ قطرہ باران رحمت کے قطروں سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔

خون شہیدان امت کا اے کم نظر رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا
ہر شہادت تیرے دیکھتے دیکھتے، پھول پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی

دینی خدمات

مکرم محمد ادریس بینک مینیجر کا بیان

میرے قیام کھاریاں کے ایام میں، ادریس صاحب بنک مینیجر ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے اللہ کے فضل سے جماعت میں بطور نائب قائد ضلع گجرات اور کئی دیگر حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ مکرم ریاض صاحب ہماری ضلعی عاملہ میں ہوتے تھے۔ مجھے ان کو بہت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ ان کو میں نے ایک بہت ہی مخلص اور فدائی احمدی پایا ہے۔ ہر لحظہ جماعتی خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔ اگرچہ وہ واقف زندگی تو نہ تھے۔ لیکن میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنی عملی زندگی میں کسی بھی واقف زندگی سے کم نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی انتظامی صلاحیتوں سے نواز رکھا تھا۔ وہ بسا اوقات اکیلے ہی اجتماعات کے جملہ انتظامات بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے دیا کرتے تھے۔ سابق امیر ضلع گجرات کے خصوصی معاون تھے۔ بلکہ ان کے دست راست تھے۔

قائد خدام الاحمدیہ

مکرم ریاض احمد صاحب کو ایک لمبا عرصہ تک بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ، خدمت کی توفیق ملی۔ میرے خیال میں تحصیل کھاریاں کی سب سے زیادہ فعال اور مستعد جماعت انہی کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ ضلع بھر میں علمی اور جسمانی مقابلہ جات میں ان کا کردار نمایاں ہوتا تھا۔

سائیکل سفر

خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع پر ان کے خدام سائیکلوں پر ربوہ جایا کرتے تھے۔

کبڈی اور فٹبال

ان کی کبڈی کی ٹیم بہت اچھی تھی۔ ہمیشہ ہی ان کی ٹیم ضلع بھر کے مقابلہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرتی۔

بیت بازی

یہ اس دور کی بات ہے جب جماعت میں بیت بازی کے مقابلہ جات بہت ہوا کرتے تھے جس کے لئے لوگ اشعار حفظ کیا کرتے تھے۔ چک سکندر کے خدام کی ایک بات میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ ان خدام کو درثمین، کلام محمود اور دیگر جماعتی شعراء کا کلام زبانی یاد تھا۔ شاید ہی کوئی اور جماعت ایسی ہو جنہیں اس قدر اشعار حفظ ہوں۔ بیت بازی کے مقابلہ جات میں ہمیشہ ہی کامیابی کا سہرا انہی کے سر سجتا تھا۔

ماسٹر مظفر احمد صاحب سابق صدر جماعت چک سکندر

مکرم ماسٹر صاحب بتاتے ہیں۔ اگرچہ برادرم ریاض احمد صاحب نے چار، پانچ دفعہ ہماری مجلس کی بطور قائد خدمت کی توفیق پائی۔ مگر جس محنت اور جانفشانی سے انہوں نے یہ خدمت سرانجام دی۔ وہ ناقابل فراموش ہے۔ اگرچہ وہ ہم سے عمر میں چھوٹے تھے۔ ہم نے انہیں کبھی بھی ان کے نام سے نہیں پکارا بلکہ ہم سب احباب جماعت ہمیشہ انہیں قائد صاحب کے نام سے ہی پکارا کرتے تھے۔

مقامی قیادت کے علاوہ انہیں ریجنل عاملہ میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ یہ ریجن چند قریبی اضلاع پر مشتمل تھا۔ جن میں گجرات، گجرانوالہ اور سیالکوٹ وغیرہ شامل تھے۔

تصرف الٰہی

مکرم ماسٹر صاحب نے بتایا کہ ریاض احمد صاحب کا نام مقدمہ میں نہیں تھا۔ حالانکہ چک سکندر جماعت میں ان کا کردار بہت نمایاں تھا۔ دراصل پولیس نے ان کی بجائے غلطی سے ان کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا جس کا ہمیں بہت فائدہ ہوگیا۔ کیونکہ یہ واحد شخص تھے۔ جو جیل سے باہر رہ کر بہت سارے کام سرانجام دے رہے تھے۔ جن میں پولیس سے رابطہ، مرکزی احکامات اور ہدایات کو احباب جماعت تک پہنچانا، ربوہ میں جملہ مہاجرین کے قیام و طعام اور ان کی جملہ ضروریات کا خیال رکھنا۔ مہاجرین کی بحالی، مقدمات کی پیروی اور دیگر بہت سارے کام تھے جو ریاض صاحب اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر سرانجام دیتے رہے۔ ان کا نام مقدمے میں نہ آنا، میرے نزدیک یہ بھی ایک الٰہی تصرف ہی تھا۔

مہاجرین کی بحالی

حالات سازگار ہونے پر مہاجرین واپس چک سکندر آ گئے۔ اس نازک موقعہ پر مکرم چوہدری رشید الدین صاحب سابق امیر ضلع گجرات اور مکرم ریاض احمد صاحب نے بہت نمایاں کردار سرانجام دیا۔

شعبہ آڈیو ویڈیو میں خدمات

مکرم ریاض احمد صاحب کو اس شعبہ میں کافی مہارت تھی۔ اس لئے پوری ریجن کے لئے آڈیو ویڈیو کیسٹس کی تیاری پھر ان کی ترسیل میں ان کا کردار بہت ہی قابل تعریف ہے۔ یہ کام بہت ہی دلجمعی سے کیا کرتے تھے۔

گاؤں کو پاک نہیں ہونے دیا

بھائی ریاض احمد واحد رابطہ تھے

محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ ماسٹر مظفر احمد صاحب نے بتایا۔

جب سب مظلوم اور بے بس احمدی چک سکندر سے ہجرت کر کے ربوہ چلے گئے۔ پورے گاؤں میں صرف چار خواتین باقی رہ گئی تھیں۔ جن میں محترمہ شمیم اختر صاحبہ بھی تھیں۔ اب ان کا گھر ہی جماعت کا رابطہ اور مرکز تھا۔ ان کے میاں جیل میں تھے۔ یہ بڑی بہادری سے اپنے بچوں کے ساتھ اس خوفناک ماحول میں رہ رہی تھیں۔ ایک روز مرکز سے مولانا سلطان محمود انور صاحب، میاں خورشید احمد صاحب اور چوہدری رشید الدین صاحب امیر ضلع گجرات، بھائی ریاض احمد کے ساتھ میرے گھر تشریف لائے۔ بھائی ریاض صاحب ہی ہمارا مرکز اور بیرون چک سے ہر قسم کے لئے رابطے کا واحد ذریعہ تھے۔ ریاض احمد صاحب نے مہمانوں کو بتایا۔ یہ ہماری بہن ہے جس نے بقول مخالفین جماعت، اس گاؤں کو احمدیوں سے پاک ہونے سے بچایا ہوا ہے۔ کہتی ہیں۔ ان مہمانوں کی آمد سے میری دلجوئی، حوصلہ افزائی اور ان کے کلمات نے میرے جذبہ، جوش اور ہمت کو ایک نئی زندگی عطا کر دی۔ فجزاھم اللہ

جماعت احمدیہ امریکہ میں چند خدمات بارزہ

- زعیم انصار اللہ
- سیکرٹری سمعی و بصری
- سیکرٹری امور عامہ
- مسلمز فار لائف

جماعت احمدیہ امریکہ نے نائن الیون کے سانحہ کے بعد اس حادثہ میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر ان کے اعزاز میں ایک پروگرام کا آغاز کیا۔ جس میں بلڈ ڈرائیو کا اہتمام کیا گیا۔ یہ پروگرام تین سال تک جاری رہا۔ مکرم ریاض احمد صاحب اس پروگرام کے سرخیل تھے۔ آپ نے بے پوائنٹ جماعت کیلیفورنیا میں اس پروگرام کے انچارج کے طور پر اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر بہت جانفشانی سے کام کیا۔ ان کی سرکردگی میں ان کی ٹیم ملک بھر میں پہلے نمبر پر آنے کی وجہ سے ایوارڈ کی مستحق قرار دی گئی۔

حسن کارکردگی اور اعزازات

امریکن ریڈ کراس ولنٹیرز ایوارڈ

اس نمایاں کارکردگی پر، امریکن ریڈ کراس نے بھی اس کا اعتراف کیا اور ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ جس میں مکرم ریاض احمد صاحب کو ایوارڈ سے نوازا گیا۔ یہ خدمت انہوں نے بطور سیکرٹری امور عامہ سرانجام دی۔

امریکن صدر باراک اوبامہ کی جانب سے اعزازی سرٹیفکیٹ

اس ملی خدمت کے اعتراف میں آپ کو وولنٹیئرز سروس ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ جس میں ایک سرٹیفکیٹ بھی تھا۔ جس پر اس وقت کے امریکن صدر براک اوبامہ کے دستخط تھے۔

سیکرٹری آڈیو ویڈیو

انہیں آڈیو اور وڈیو کے شعبہ میں خاصی مہارت تھی۔ اس لئے شعبہ سمعی بصری کے لئے ان کی خدمات ہمیشہ ہی جاری و ساری رہیں۔ بجلی، آڈیو وڈیوز وغیرہ سے متعلقہ جملہ امور انہی کے ہاتھوں میں ہوتے تھے۔ بلکہ انہوں نے کئی دیگر خدام کو بھی اس کی تربیت دی۔

خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ

پاکستان میں انہیں خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے تحت ایک لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی جس کی وجہ سے ان کا تجربہ قابل رشک تھا۔ خدمت دینیہ کا یہ جذبہ و جوش یہاں بھی خدام الاحمدیہ سے قائم و دائم رہا۔ باوجود انصار اللہ میں ہونے کے پھر بھی خدام

بقیہ صفحہ 14 پر

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت

راستوں اور سر راہ نشست گاہوں کے آداب

قسط 6

راستے کے درمیان حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا یا بیٹھنا آداب کے منافی ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ خبردار! راستوں پر نہ بیٹھنا۔صحابہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! ہمیں ان مجلسوں سے چارہ نہیں۔ ہم ان میں باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تم ان مجلسوں سے رہ نہیں سکتے تو رستہ کا حق ادا کرو۔ (متفق علیہ)

راستوں یا سر راہ نشست گاہوں میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکا جائے۔ نہ ہی کوئی ایذا دینے والی چیز پتھر یا چھلکے وغیرہ پھینکے جائیں۔ بلکہ اگر کوئی کانٹا، ہڈی، چھلکے یا کوئی تکلیف دہ چیز اور راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والی چیز پڑی ہو تو اسے ہٹا دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ نیکی اور ثواب کا کام ہے اور نفس کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

نشست گاہ اگر سر راہ ہو تو مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کے گزرتے وقت وہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیا کریں تا کہ دلوں کی پاکیزگی قائم رہے اور شیطان اس پر حملہ نہ کر سکے۔شریعت نے عورت کو بھی باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن اسے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ جب وہ باہر نکلے تو پردہ میں نکلے۔ وہ اپنی زینت کو غیر مردوں کے لئے ظاہر نہ کرے۔ اور زینت کا اصل مقام عورت کا چہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے چہرے کا پردہ کرنے کا حکم دیا گیا اور اپنی آنکھوں کو نیچی رکھنے کی تاکید کی گئی۔ تا کہ بُرائی کا سدباب ہو سکے۔عورتوں کو بازار یا مردوں کے اجتماعات میں سے گزرنے کا احتمال ہو تو وہاں انہیں خوشبو لگا کر نہیں جانا چاہئے۔

آنے جانے والے اگر سر راہ بیٹھنے والوں کو سلام کریں تو انہیں لازم ہے کہ وہ سلام کا جواب ضرور دیں۔ راستے میں ایک دوسرے کو سلام کرنا چاہئے خواہ آپس میں پہچان بھی نہ ہو۔ کیونکہ سلام ایک نیک دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ کلمات ہیں۔صحابہ کرامؓ نیکیاں کمانے کے اتنے مشتاق تھے کہ وہ بازاروں میں نکل جاتے اور ہر ملنے والے، آنے جانے والوں کو سلام کرتے اور آنحضرت ﷺ کے قول مبارک اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ پر عمل کرتے۔سوار کو پیدل چلنے والے شخص اور پیدل چلنے والے شخص کو بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے۔

اسلام ہر حالت میں عبادات بجالانے کا حکم دیتا ہے راستے میں اگر بلندی یا پستی آئے تو بھی آہستہ آواز کے ساتھ تکبیر و تہلیل اور تسبیح کرنی چاہئے۔ راستے میں اگر کسی کو سواری میں مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرنی چاہئے۔ راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتانا بھی نیکی ہے۔ بازار یا رستہ میں چلتے پھرتے کوئی چیز نہیں کھانی چاہئے۔ راستوں یا سایہ دار درختوں کے نیچے بول و براز پیشاب نہیں کرنا چاہئے تا کہ مسافر کو تکلیف نہ ہو۔ راستہ میں کوئی ہتھیار کھلے طور پر لے کر نہیں گزرنا چاہئے تا کہ راہ گیر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔اگر راہ چلنے والوں میں کوئی اعتراض کی بات دیکھیں تو پیار اور نرمی سے انہیں منع کریں۔کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مومن کا شیوہ ہے۔ راستہ کے کناروں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی مجلس میں کوئی ناشائستہ کلام نہ کریں بلکہ ایسی گفتگو کریں جس سے دل نیکی کے کاموں کی طرف راغب ہوں اور آنے والے وہاں سے کچھ حاصل کر کے ہی جائیں نہ کہ گنوا کر۔

پس ان مجلسوں میں بھی نیکی اور ذکر الٰہی کی باتیں کرنی چاہئیں تا کہ ملائکہ اس مجلس کو ڈھانپ لیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی بزم میں یاد کرتا ہے جو اپنی مجلس میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔

ایڈیٹر کے نام خط

ایک تصحیح

مکرم نعمت اللہ جاوید۔سابق مربی سلسلہ اوسلو و کرسچیئن ساند۔ ناروے سے لکھتے ہیں:

روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20/ دسمبر 2022ء کے شمارہ میں محترمہ نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے کا مضمون زیر عنوان ’’لجنہ اماء اللہ کی مالی قربانی میں حیرت انگیز مساعی‘‘ چھپا ہے۔ اس مضمون میں کچھ معلومات درست نہیں ہیں۔ خاکسار درستگی کروانا چاہتا ہے کیونکہ یہ جماعت احمدیہ ناروے کی تاریخی باتیں ہیں۔

مضمون ہذا کے ذیلی عنوان ناروے کی تیسری مسجد ’’مسجد مریم‘‘ کرسچیان ساند کے تحت کالم 3 صفحہ 12 پر لکھا ہے۔ ’’یہاں جماعت احمدیہ کے ممبران کی آمد 1987ء میں ہوئی جب ناروے میں آنے والے چند (تارکین وطن) خاندان گورنمنٹ کی طرف سے لا کر بسائے گئے۔۔۔ کچھ عرصہ بعد یہاں ایک مربی سلسلہ مکرم نعمت اللہ بشارت کی تعیناتی ہوئی جو کم عرصہ کے لئے تھی۔ 2013ء میں باقاعدہ مربی سلسلہ (یاسر عتیق فوزی) کی تعیناتی کی گئی‘‘۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ خاکسار کی تعیناتی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں انہی کے ارشاد پر اوسلو سے کرسچیئن ساند کے لئے ہوئی تھی اور خاکسار کا نام ’’نعمت اللہ جاوید‘‘ ہے نہ کہ ’’نعمت اللہ بشارت‘‘۔ مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب کی ڈیوٹی ڈنمارک میں ہے۔

اسی طرح یہ جو لکھا ہے کہ ’’2013ء میں باقاعدہ مربی سلسلہ (یاسر عتیق فوزی) کی تعیناتی کی گئی‘‘ یہ بھی میرے نزدیک درست نہیں۔ دوسری تعیناتی تو ہوسکتی ہے لیکن باقاعدہ نہیں کہہ سکتے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ستمبر 1989ء کے آخری عشرہ میں ناروے تشریف لے گئے تھے۔ ازاں بعد پہلی دفعہ خاکسار کی فیملی سمیت کرسچیئن ساند کے لئے روانگی ہوئی تھی۔ پھر کچھ عرصہ بعد اوسلو واپس بلا لیا گیا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ستمبر 1991ء کے پہلے عشرہ میں ناروے دورہ پر تشریف لے گئے تھے تو خاکسار کی دوسری دفعہ باقاعدہ تعیناتی کرسچیئن ساند کے لئے کی گئی تھی۔ ماہ نومبر 1994ء میں تبادلہ کی وجہ سے خاکسار پاکستان کے لئے عازم سفر ہوا تھا۔ تو یہ عرصہ 3 سال سے کچھ زائد بنتا ہے۔ رہائش کے لئے کرایہ پر مکان لیا گیا تھا جبکہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے انتظامیہ سے جگہ حاصل کی گئی تھی۔

خدائی صفات کے مظہر اتم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس خاتم الانبیاء ﷺ کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب ﷺ کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب ﷺ کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے زبور میں لکھا ہے۔ ’’تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنی تو خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان! تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گڑ جاتے ہیں۔ اے خدا! تیرا تخت ابد الآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔‘‘ (دیکھو زبور: 45)

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ صفحہ 65-66)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

جاوید اقبال ناصر۔مربی سلسلہ جرمنی

ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کی Wittlich کی مسجد میں تشریف آوری

اللہ تعالیٰ کے لیے بنائی ہوئی مساجد میں عبادت کرنے والوں کی آمد توحسب معمول ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھار ایسے احباب بھی تشریف لاتے ہیں، جن کی آمد کی وجہ مساجد کو دیکھنا اور اسلام واحمدیت کے بارے میں معلومات لینا ہوتا ہے۔ چند ایک سوالات بھی ان کے دماغوں میں گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ زیادہ تر سوالات کا محور نماز و اذان کا طریق معلوم کرنا اور نمازوں کے اوقات دریافت کرنا بھی ہوتا ہے۔ جرمنی میں اکثر ہماری مساجد میں اس طرح کے ٹیچرز اور سٹوڈنٹس گروہ در گروہ آتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک وفد 23/ جنوری کو بیت الحمد Wittlich میں تشریف لایا۔ پوری بس ان سے بھری ہوئی تھی۔ دس بج کر تیس منٹ پر ان کی آمد ہوئی۔ خاکسار، مکرم صدر صاحب جماعت طاہر احمد ظفر اور سیکریٹری صاحب تربیت عمران احمد ظفر صاحب نے مسجد کے گیٹ پر ان کا استقبال کیا۔مسجد کا وزٹ کرایا گیا۔سب نے جوتیاں اتاریں اور مسجد کے مردانہ ہال میں ادب سے بیٹھ گے۔ ان کے ٹیچر بھی ساتھ تھے۔سوالات پوچھنے لگے، ہم نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اذان اور نماز کا طریق عملی طور پر بتایا۔ ہم نے ان کو مسجد کے نشیبی ہال میں جانے کی درخواست کی۔ وہاں پر ان کو جرمنی جماعت کی کارکردگی کی ویڈیو دکھائی گئی۔ اس ویڈیو میں جرمنی جماعت کی صدسالہ کارکردگی کی ایک جھلک تھی۔ ان کے چہروں پر پسندیدگی کے آثار نمایاں نظر آئے۔ بعدہٗ جماعت کے بارے میں سوالات ہوئے اور ہم نے تسلی بخش جوابات دیتے ہوئے جماعت کا تعارف بھی کروایا۔آخر میں پانی اور جوس کے ساتھ بسکٹ اور کیک پیش کیے گئے۔ ٹیچرز کو coffee بھی پیش کی گئی۔ جب وفد نے جانے کی ٹھانی تو ہم نے معزز ٹیچرز کو جماعت کی کتب ایک خوبصورت پیکٹ میں دیں۔جن کو وہ لے کرخوش ہوئے اور شکریہ ادا کیا۔ بیت الحمد کے دروازے پر گروپ فوٹو ہوا۔انہوں نے دوبارہ بھی آنے کا عندیہ دیا۔ وقتِ مقررہ پر انہوں نے رخت سفر باندھالیا اور اپنی منزل کی طرف

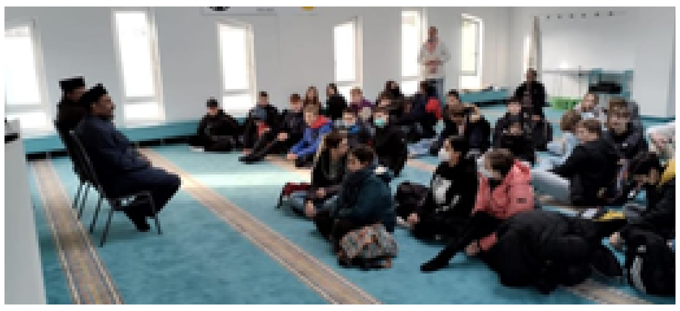

رواں دواں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچے امام مہدی علیہ السلام کا پیغام احسن رنگ میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

ممبران عاملہ باجماعت نماز کی طرف توجہ دیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ممبران نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ امریکہ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

سب سے بنیادی چیز نماز ہے۔ اس پر خاص توجہ دیں۔ اگر خدام کاموں کی وجہ سے ظہر اور عصر میں نہیں آسکتے تو فجر، مغرب اور عشاء باجماعت ادائیگی کی طرف خاص توجہ دیں۔ اس کے بعد قرآن کریم ہے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ہونی چاہیے۔ عاملہ کے تمام ممبران کو باقاعدگی کے ساتھ روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنی چاہیے اور پھر اس کا ترجمہ بھی پڑھیں اور سیکھیں۔ باقی چیزیں اس کے بعد آتی ہیں۔

(دورۂ امریکہ 2022ء رپورٹ مکرم عبد الماجد طاہر قسط 19 حصہ اوّل صفحہ 5 الفضل آن لائن۔ لندن)

(مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

طلوع وغروب آفتاب

4/مارچ 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:23	18:26
مدینہ منورہ	05:24	18:25
قادیان	05:32	18:28
ربوہ	05:12	18:08
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:13	17:48

فقہی کارنر

نکاح کی شرط تقویٰ و طہارت

ایک شخص نے حضرت صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ غیر سیّد کو سیّدانی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(آپؑ نے) فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے نکاح کے واسطے جو محرمات بیان کئے ہیں ان میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ مومن کے واسطے سیّد زادی حرام ہے۔ علاوہ ازیں نکاح کے واسطے طیبات کو تلاش کرنا چاہئے اور اس لحاظ سے سید زادی کا ہونا بشرطیکہ تقویٰ و طہارت کے لوازمات اس میں ہوں افضل ہے۔‘‘ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ سید کا لفظ اولادحسین کے واسطے ہمارے ملک میں ہی خاص ہے، ورنہ عرب میں بزرگوں کو سید کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، سب سید ہی تھے اور حضرت علیؓ کی ایک لڑکی حضرت عمرؓ کے گھر میں تھی اور حضرت رسول کریم ﷺ کی ایک لڑکی حضرت عثمانؓ سے بیاہی گئی تھی اور اس کی وفات کے بعد پھر دوسری لڑکی بھی حضرت عثمانؓ سے بیاہی گئی تھی۔ بس اس عمل سے یہ مسئلہ بآسانی حل ہوسکتا ہے۔ جاہلوں کے درمیان یہ بات مشہور ہے کہ اُمتی سیّدانی کے ساتھ نکاح نہ کرے حالانکہ امت میں تو ہر ایک مومن شامل ہے خواہ وہ سیّد ہو یا غیر سیّد۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 7 جلد 6 مؤرخہ 14/ فروری 1907ء صفحہ 4)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)